ابن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ

وقعات السنان

مفتیٔ اعظم مولٰینا محمد مصطفٰے رضا بریلوی قدس سرہ

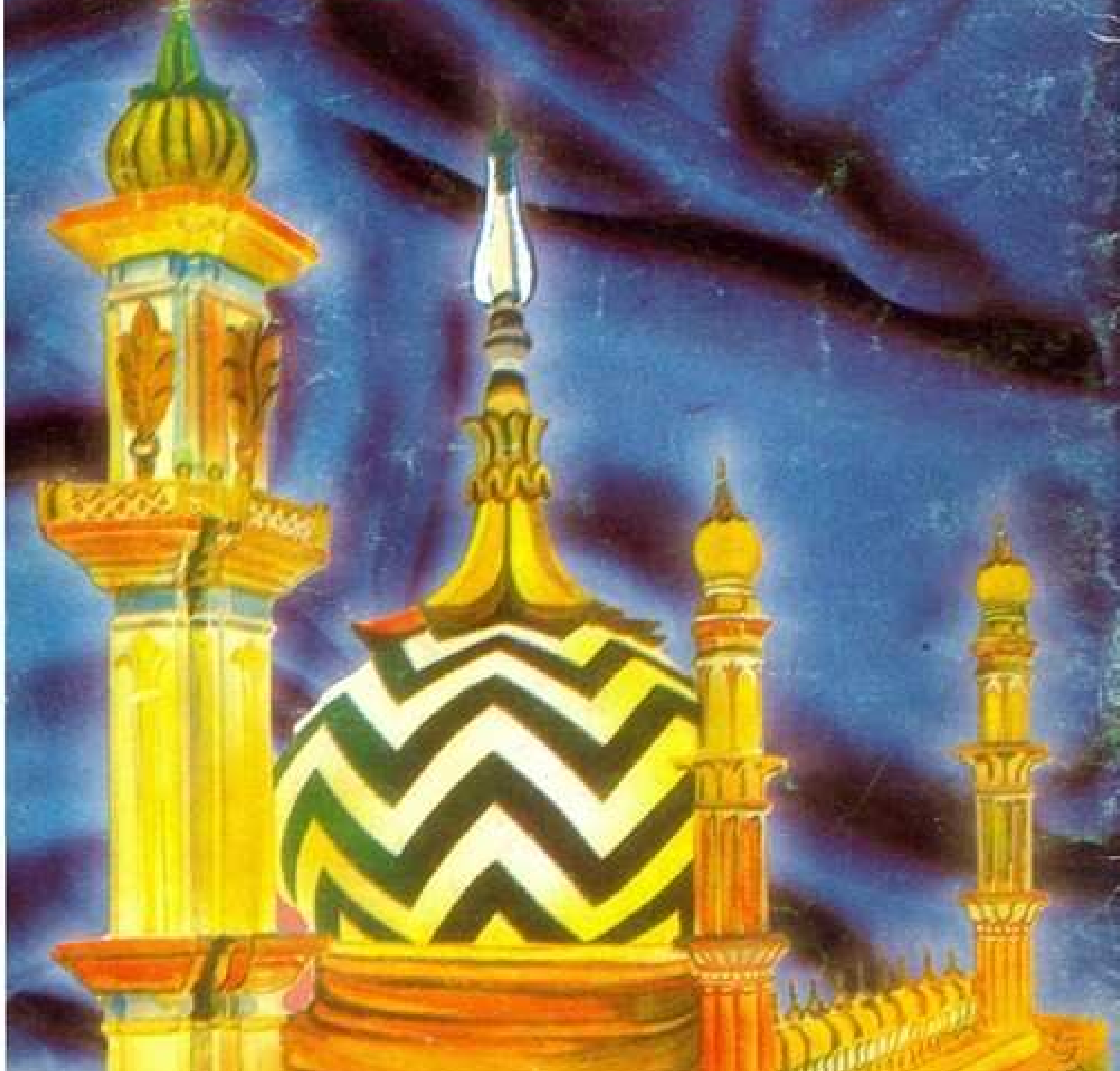

جملہ حقوق محفوظ

کتاب ———— وقعات السنان الی حلق بسط البنان

مصنف ———— مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا بریلوی قدس سرہ

(ابن) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

اصلاح و نظر ثانی ———— ماہر تحقیقات اسلامیہ سید امیر محمد شاہ قادری بخاری

مدرس دورسیات نظامیہ (ایم۔اے عربی و اسلامیات)

ناشر ———— غوثیہ بک ڈپو مریدکے

اشاعت ———— اکتوبر 1999ء

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور

☆ مسلم کتابوی گنج بخش روڈ لاہور

☆ حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

تعارف کتاب

آپ کی زیر مطالعہ کتاب بلاشبہ اہل سنت وجماعت کے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں کتاب ہذا میں فرق باطلہ کا عموماً اور نجدیت غیر مقلدیت اور تقلید نما ہم نماد سنیوں دیوبندیوں کی خصوصاً خوب خبر لی گئی ہے۔ اور وہابیوں دیوبندیوں کی تحریری بدعنوانیوں کو دلائل شرعیہ سے کفریہ عبارات ثابت کیا گیا ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی' قاسم نانوتوی' رشید گنگوہی' صدیق الحسن بھوپالی' اشرف علی تھانوی' کے بدعقائد نمایاں کیے گئے ہیں۔

صراط مستقیم تحذیر الناس بسط البنان' حفظ الایمان کی تحریری بے ایمانیوں کا اچھی طرح پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل بالا کتابوں کی کفریہ عبارات کی نہ صرف نشان دہی کی گئی ہے بلکہ قاطع براہین سے ان مصنفین کو ہمیشہ کے لئے بے زبان بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ ایسی کتب کے مطالعہ سے یقیناً مسلک اہل سنت کو ایک مضبوط دفاع میسر ہوگا۔ اہل سنت مناظر علماء کے لئے زیر نظر کتاب خضر راہ کا کام دے سکتی ہے۔

دعاگو

سید امیر محمد شاہ قادری سانده قصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

بخدمت جناب گرامی القاب سراپا کرم وسیع المناقب جناب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ جب سے سیف النقی جیسی ملعون وناپاک کتاب آپ حضرات نے چھپوائی اور بیچی اور مدرسہ دیوبند سے شائع کی اور آپ کے علماء نے اس پر افتخار اور اس سے استناد اور اس کی نقول کاذبہ ملعونہ پر اعتماد کیا۔ جس کی نظیر آج تک کسی آریہ و پادری کو بھی نہ بن پڑی کہ خصم کے آبا و اجداد و اکابر و مشائخ و اسیاد۔ حتّٰی کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم کے اسماء طیبہ سے کتابوں کی کتابیں دل سے تراش لیں ان کی عبارتیں گھڑ لیں۔ ان کے مطبع اور صفحے بنا لیے کہ تم تو یوں کہتے ہو اور تمہارے یہ اکابر کرام اپنی فلاں فلاں کتاب مطبوعات فلاں فلاں مطابع کے فلاں فلاں صفحے پر یوں فرماتے ہیں۔ حالانکہ جہان میں نہ ان کتابوں کا نشان نہ ان عبارتوں کا پتہ بلکہ وہ تمام وکمال محض ایک گھڑا ہوا خواب پریشاں ہے۔ جس کی تعبیر صرف اس قدر کہ لعنۃ اللہ علی الکٰذبین۔ اس روز سے آپ حضرات کسی عاقل کے نزدیک لائق کلام وخطاب نہ رہے اور جبھی سے آپ کی طرف سے دو ورقیاں، چَو ورقیاں ہزار در ہزار سب وشتم و دشنام وکذب وافترا واتہام پر مشتمل برسات میں حشرات الارض کی طرح پھیل پڑیں اور خصوصاً واقعہ مراد آباد اور اس میں آپ صاحبوں کا عجز وفرار اور مناظرہ بند کرنے کے لیے یا پولیس المدد یا انصاری الغیاث

کی پکار عالم آشکار ہو کر اور بھی سونے پر سہاگہ ہوئی پھر رشحۂ اخیرہ کا جبھی سے آپ پر نازل ہونا اور آج تک لاجواب رہنا اور ابھی کے اموات نیر احیا ہوتے پر رجسٹری کر گیا، بایں ہمہ آپ کے اذناب چاہتے ہیں کہ آپ کی مستعار حیات جس میں تاء تانیث کے سوا باقی حصہ بالکل معدوم ہو گیا ہے، چین سے نہ گزرے اور آپ سے چھیڑ چلی ہی جائے۔ لہٰذا ان کی دہن دوزی کو کتاب مستطاب الکاوی فی العادی والغاوی (١٣٣٠ھ) و کتاب الجواب القشم القاصم للداسم القاسم (١٣٢٣ھ) و کتاب پیرایا انتخاب اشد الباس علی عابد الخناس یعنی رد تحذیر الناس (١٣٢٨ھ) و کتاب کامل النعاب نود القرقان بین جند الالٰہ واحزاب الشیطان (١٣٣٠ھ) و غیرہا سے یہ چند مختصر سوال انتقاط کر کے حاضر کرتا ہوں۔ اگر آپ نے جواب کی ہمت کی تو ان شاء اللہ العظیم آپ کو کبھی نہ ہوئی اور نہ ہو تو لقیہ مباحث جلیلہ بھی اسی پیرایہ میں گزارش کر کے دکھا دوں گا کہ آپ حضرات نے اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو منہ بھر بھر کر گالیاں دیں اور آپ کے حمائتیوں نے جان توڑ کر ان کے نا مندمل زخم بھرنے کے لیے سخت مہمل اور پادر ہوا تاویلیں گڑھیں۔ وہ حقیقۃً دوستی بے خرد و دشمن است کے قبیل سے تھیں اور آپ کی بات بنانے کے بدلے الٹی آپ پر ریشخند اور مرہم ریش ہونے کے عوض اور نمک پاش اور مشک آگند ہو گئیں۔

سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا جعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا ومن اصدق من اللہ قیلا وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا وماوٰنا محمد و الہ وصحبہ تعظیما وتبجیلا۔ آمین۔

سوال اوّل: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جو قرآن عظیم میں منصوص اور مسلمانوں کے ضروریات دین سے ہے۔ صرف یہ لفظ ضروریات سے ہے۔ معنی کچھ گھڑ لیجئے۔ یا ان کے کوئی معنی ضروریات سے ہیں۔ بر تقدیر ثانی وہ معنی کیا ہیں۔

سوال دوم: جو معنی کہ ایک شخص تیرہ سو برس کے بعد تراشے اور ان کے ایجاد کنندہ ہونے کا خود بھی مقر ہو اور وہ مقر نہ ہوتا تو سلف صالحین سے آج تک کسی سے ان کا منقول

نہ ہونا خود ان کے حدیث پہ شاہد عادل ہو تو کیا وہ ضروریات دین سے ٹھہریں گے۔ یا وہ معنی جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین سے متواتر اور عام مسلمانوں میں دائر و سائر ہیں۔ وہ ضروریات دین سے ہوں گے۔ ضروریات دین کے کیا معنی ہیں۔

سوال سوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین نے خاتم النبیین کے یہی معنی بتائے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ بعثت اقدس کے بعد اب کوئی جدید نبی نہ ہوگا یا یہ بتائے ہیں کہ حضور نبی بالذات ہیں اور انبیا نبی بالعرض اور ما بالعرض کا قصہ ما بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ معنی خاتم النبیین اگر بتائے ہوں تو ثبوت دیجئے نہ بتائے ہوں تو اقرار کیجئے کہ واقعی یہ حدث محدث ہے اور ضروریات دین کے وہی معنی اوّل ہیں۔

سوال چہارم: جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و ائمہ دین بتاتے آئے۔ ان کو خیال عوام کہنے والا ضروریات دین کا منکر ہے یا نہیں۔ اس لیے صحابہ و ائمہ حتّٰی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ معنی قرآن مجید سے جاہل و نافہم ٹھہرایا یا نہیں ایسا ٹھہرانے والا کافر ہے یا مسلمان، سنی ہے یا بددین بندۂ شیطان۔

سوال پنجم: جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و ائمہ سے متواتر اور مسلمانوں میں ضروری دینی ہو کر دائر و سائر ہیں۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ انور میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کے منافی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو صاف کہہ دیجئے کہ حضور کے بعد کتنے ہی جدید نبی ہوں معنی آیت و حدیث کے کچھ خلاف نہیں اور اگر ہیں تو زمانہ اقدس میں یا حضور کے بعد دوسرا نبی تجویز کرنا معنی متواتر ختم نبوت کے خلاف اور اس میں ضرور خلل انداز اور جو اس کا منکر ہوا وہ ضروریات دین کا منکر ہو کر کافر ہوا یا نہیں۔

سوال ششم: ختم زمانی کا انکار کفر ہے یا نہیں اگر ہے تو اسی وجہ سے کہ وہ ختم نبوت کی آیت و احادیث اس معنی متواتر ضروری دینی کے خلاف ہے یا کسی اور من گھڑت وجہ سے۔ بر تقدیر ثانی وہ وجہ بتلائیے۔ قرآن و حدیث و کلام ائمہ سے اس کا ثبوت دیجئے۔ بر تقدیر اوّل جو اس معنی کو خیال عوام بتا چکا اور خود وہ معنی گھڑے کہ نبی جدید پیدا ہونا منافی ختم نبوت نہ رہا تو کس منہ سے ختم زمانی کے منکر کو کافر کہہ سکتا ہے۔ اس کی دلیل

مثبت کفر پیدا کیجیے۔

سوال ہفتم: جب کہ اس کے معنی پر نبوت جدیدہ منافی ختم نبوت نہیں تو ختم زمانی وہ کہاں سے ثابت کرے گا۔ کیا اسی ختم نبوت سے جس کے وہ معنی اس نے خیال جہال ٹھہرا دیئے۔ یہ تو باطل ہے اور دوسری کوئی دلیل نہیں تو وہ خود بھی ختم زمانی کا حقیقۃً منکر ہوا یا نہیں۔ اور اس کے منکر کو کافر کہہ کر خود اپنے کفر کا مقر ہوا یا نہیں کیا اپنے کفر کا اقرار کافر کو کفر سے بچا لیتا ہے۔

سوال ہشتم: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت جدیدہ کا صرف وقوع ماننا کفر ہے اس کی تجویز کفر نہیں یا تجویز بھی کفر ہے۔ بر تقدیر اول ائمہ کرام کے کلام سے ثبوت دیجیے۔ بر تقدیر ثانی تجویز کفر ہے تو اس لیے کہ منافی ختم نبوت ہے یا اور کسی وجہ سے۔ بر تقدیر ثانی اس وجہ کا بیان و ثبوت اور بر تقدیر اول جو قائل وقوع کو کافر کہے اور آپ تجویز نبوت جدیدہ کو خلاف ختم نبوت نہ جانے۔ وہ کافر ہوگا یا نہیں۔ اگر دو مسئلے ہوں جن میں ہر ایک کا انکار کفر ہو۔ زید ان میں سے ایک کے منکر کو کافر کہے اور دوسرے کا خود منکر ہو تو اس کا پہلے کے منکر کو کافر کہنا دوسرے کے انکار سے خود کافر ہونے کے کیا منافی ہو سکتا ہے۔

سوال نہم: اللہ عزوجل کے ماننے والو للہ انصاف للہ انصاف ایک ولید پلید کہے عوام کے خیال میں تو اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا بایں معنی ہے کہ اللہ اکیلا ہے، تنہا خدا ہے مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تعدد یا توحد وجود میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ عرش بھی ایک ہی ہے اور سب میں نیچے کی زمین بھی ایک ہی ہے۔ آدم بھی ایک ہی ہیں اور ابلیس بھی ایک ہی ہے۔ پھر مقام حمد میں لا الٰہ الا اللہ فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف حمد میں سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام حمد نہ قرار دیجیے تو البتہ توحید باعتبار تنہائی وجود صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ بلکہ بنائے توحید اور بات پر ہے۔ جس سے تنہائی وجود خود بخود لازم آجاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات

کے آگے ختم ہو جاتا ہے۔ اصل کے آگے نقل کو کوئی دعوٰی نہیں پہنچتا ہے۔ خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔ یعنی ممکنات کے وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنی بالعرض ہیں۔ سو اسی طور خدا کی توحید کو تصور فرمائیے یعنی وہ موصوف بوصف الوہیت بالذات ہے اور سوا اس کے اور ہوں تو موصوف بالعرض ہوں گے۔ اوروں کی الوہیت اس کا فیض ہوگی پر اس کی الوہیت کسی اور کا فیض نہیں توحید یعنی معروض کو تنہائی وجود لازم ہے۔ اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس توحید کو کوئی اور مرتبے سے عام لیجیے تو پھر دونوں طرح کی توحید مراد ہو گی پر ایک مراد ہو تو شایان شان الٰہی توحید مرتبی ہے نہ کوئی اور۔ مجھ سے پوچھیے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ سامع منصف انکار ہی نہ کر سکے۔ وہ یہ کہ توحید و تعدد یا عددی ہوگا یا وجودی یا رتبی۔ یہ تین نوعیں ہیں۔ باقی مفہوم توحد و تعدد ان تینوں کے حق میں جنس اور ظاہر ہے کہ مثل چشم و چشمہ معانی عین ان تینوں میں یوں بعید نہیں جو توحید کو شرک کہیے جنس نہ کہیے۔ سو لفظ وجود کی جا پر اگر موصوف توحد یہی کوئی مفہوم عام ہی تجویز کیا جائے تو بہتر ہے۔ سو اگر اطلاق و عموم سے تب تو ثبوت توحید وجودی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم توحد بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات قرآنی و حدیث اس باب میں کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکورہ توحید کوئی لبسند متواتر منقول نہ ہوں۔ جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہا جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ غرض توحید اگر بایں معنی تجویز کی جائے جو میں نے عرض کیا تو اللہ کا واحد ہونا بعد ہی کی نظر سے خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض ازل میں بھی کہیں اور کوئی خدا ہو۔ جب بھی اللہ کا واحد ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ ازل بھی کوئی خدا پیدا ہو تو پھر بھی توحید الٰہی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

ولید پلید کا کلام پلید ختم ہوا اب استفتا ہے کہ ولید جو ازل میں یا بعد ازل بھی اور خدا پیدا ہونے کو توحید الٰہی کے کچھ منافی نہیں جانتا۔ کافر ہوا یا نہیں اور اس کا وہ ادعائے ریائی کہ توحید وجودی بھی متواتر اور اس کا منکر کافر ہے۔ اس کفر سے اسے کیا بچائے گا۔ ہاں اس نے زبانی کہا کہ جو دوسرا خدا مانے کافر ہے۔ اس سے اتنا سمجھا گیا کہ وہ دو خدا موجود نہیں مانتا مگر اس کی

تجویز تو کرتا ہے اور دوسرا خدا پیدا ہونے کو توحید الٰہی کے کچھ منافی نہیں جانتا یہ کیا کفر نہیں تو اس کی اگلی تکفیر تو اس کے اس پچھلے کفر کو کیا اٹھائے گی۔ نہیں نہیں وہ ضرور قطعاً یقیناً کافر ہوگا اور شیاطین اس کی بگڑی بنانے کو اس کے سر پر جو تاویل کا ٹوکرا دھرتے ہیں۔ اسے تو کفر سے بچا نہیں سکتے۔ خود اس کے ساتھ کفر کے گڑھے میں گرتے ہیں۔ کہئے یہ حق ہے یا نہیں۔ ہے تو قبول کرو۔ نہیں تو وجہ مدلل بیان کرو۔

سوال دہم: کیا ہر ممکن ذاتی جائز الوقوع ہوتا ہے۔ آپ لوگ جو معاذ اللہ کذب باری کو ممکن ذاتی کہتے اور بخوف مسلمانان اس کے تجویز کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ اگرچہ قطعاً تجویز بلکہ وقوع کے قائل ہو۔ جیسا کہ کتاب مستطاب سبحٰن السبوح سے ثابت ہے تو امکان و تجویز کا فرق خود بھی جانتے ہو پھر معتمد المستند شریف ص۱۰۹ کی عبارت کریمہ کا خباثات تحذیر الناس سے فرق پوچھنا کمال وقاحت و بے شرمی ہے یا نہیں۔ معتمد المستند شریف تو بحمد اللہ تعالیٰ ایک معتمد کی تصنیف ہے۔ آج تک کسی جاہل سے جاہل مسلمان نے بھی تحذیر الناس کی سی یہ خباثتیں بکی ہیں کہ ختم زمانی میں کچھ فضیلت نہیں اس کا مراد لینا کلام اللہ کو مہمل کر دینا ہے۔ ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ اور نبی بالعرض ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی جدید کی تجویز کچھ مخل خاتمیت نہیں۔ کہاں تو یہ کھلے کفر اور کہاں وہ صریح حق کہ نبوت جدیدہ ممکن الوقوع نہیں جو اسے ممکن الوقوع کہے کافر ہے۔ مجرد امکان ذاتی ہے۔ وہ بھی تعدد خاتم میں نہیں۔ دو خاتم النبیین ہونا محال بالذات ہے۔ جو معتمد المستند کے ارشادات عالیہ ہیں۔ یہاں فرق نہ سمجھنا تو اس سے بھی بدتر ہے۔ جو حضرت مولوی معنوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ؎

انچہ انساں میکند بوزینہ ہم — آں کند کز مرد بیند دم بدم
او گماں بردہ کہ من کردم چو او — فرق را کے بیند آں استیزہ جو

وہاں نقالی تو تھی اسے تو اتنی بھی نصیب نہیں اور فرق کی طلب۔

سوال یازدہم: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے دھرم میں عزیز جلیل ہیں یا نہیں۔ للہ العزۃ ولرسولہ قرآن عظیم کا ارشاد ہے یا نہیں۔ حضور کی ذات مقدسہ پر عزت و جلالت کا حکم کرنا صحیح ہے یا نہیں۔

سوال دوازدہم: باآنکہ بہ نص قطعی قرآن عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ ان کے بندے ان کے غلام بھی عزیز و جلیل ہیں۔ اللہ عزوجل کی طرح محمد عزوجل کہنا منع ہے یا نہیں علمائے کرام نے اس کی ممانعت فرمائی یا نہیں اگر ہے تو اس ممانعت کی کیا وجہ ہے۔ آیا یہ کہ عزت و جلالت معاذ اللہ ذات اقدس سے مسلوب ہے اور ذات مقدسہ پر اس کا حکم کرنا صحیح نہیں یا اس کی وجہ محض اس لفظ سے مختص ہے نہ کہ حکم کو شامل۔

سوال سیزدہم: جو اس ممانعت کی بنا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر عزت و جلالت کا حکم کرنا ہی صحیح نہ جانے وہ فقط لفظ عزوجل کے اطلاق کو منع کرتا ہے یا خود معنی عزت و جلالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنے کو باطل و غیر صحیح مانتا ہے۔ ایسا ماننے والا مسلمان ہے یا کافر سنی ہے یا بد دین فاجر۔

سوال چہاردہم: شے پر شے کا حکم کرنا موضوع کے لیے معنی محمول کا ثابت کرنا ہے یا صرف لفظ کا اطلاق کرنا جو حکم ہی کو باطل مانے اس کا یہ عذر کہ میں صرف اس لفظ کے اطلاق کو رد کرتا ہوں۔ حکم صحیح مانتا ہوں۔ صریح مکابرہ ہٹ دھرمی عناد بے شرمی ہے یا نہیں۔

سوال پانزدہم: ولیسے سوال ہو کہ زید اللہ عزوجل کو مبدء فیاض کہتا ہے کہ فیضان کی اس سے ابتدا ہے۔ زید کا استدلال اور یہ عقیدہ کیسا ہے۔ ولید اس کے جواب میں کہے۔ اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر مبدئیت فیض کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد مبدئیت بنظر بعض اشیاء ہے یا بلحاظ کل اگر بعض اشیاء مراد ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا مبدء ہونا تو ہر کمھگر ہر کمہار اور کافروں اور جانوروں کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی اسی سے ابتداء ہے کمگر کمہار نئی نئی مورتیں مٹی سے بناتے ہیں بچار سب سے پہلے عمرو بن لحی کافر نے چھوڑے رسنت نبویہ بدعتی کی ابتداء۔ سب سے پہلے یزید نے کی جرنج بنانے کی ابتدا ٹیے سے ہے تو چاہیے کہ ہر کمہار اور کافر اور جانور کو مبدء فیاض کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو مبدء فیاض کہوں گا تو پھر مبدئیت فیض کو منجملہ کمالات الٰہیہ کیوں شمار کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات الوہیت سے کب ہو سکتا ہے۔ اور اگر

الزام نہ کیا جائے تو خدا و غیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام اشیاء کی مبدئیت مراد ہے۔ اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات کا مبدء نہیں اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو۔ جیسا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مذکور ہے۔ خالق کل شئ یا مثل اس کے تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہاں عموم استغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اس کا استحالہ اوپر دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے۔ بلکہ یہاں عموم و استغراق اضافی مراد ہے۔ یعنی باعتبار خالقیت بعض اشیاء کہ اس پر قدرت کمالات ضروریہ متعلقہ بہ الوہیت سے ہے عموم فرمایا گیا۔ پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے کہ الوہیت کے لیے جو مبدء یتیں لازم و ضروری ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بتمامہا حاصل ہیں۔ الفاظ عموم کا عموم اضافی میں مستعمل ہونا محاورات جمیع السنۃ میں بلا نکیر جاری ہے اور خود قرآن مجید میں مذکور بلقیس کی نسبت فرمایا گیا: واوتیت من کل شئ یعنی اس کے پاس تمام چیزیں تھیں یہ ظاہر ہے کہ اس کے پاس اس زمانہ کی ریل اور تار برقی اور لیمپ اور گیاس اور فوٹو وغیرہ ہرگز نہ تھے، وہاں بھی اشیاء ضروریہ لازمہ سلطنت کا عموم مراد ہے۔ پس ایسا عموم مثبت مدعا زید ہرگز نہیں۔ اجوبہ مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ زید کا عقیدہ اور قول سراسر غلط اور خلاف نصوص شرعیہ ہے۔ ہرگز اس کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں زید کو چاہیے کہ توبہ کرے اور اتباع سنت انبیاء کرے۔ تمام ہوئی ولید پلید کی تقریر کفر تخمیر تو آپ ہی فرمائیے کہ اس خبیث کا یہ جواب کفر بے حجاب و تنقیص شان رب الارباب عز جلالہ ہے یا نہیں۔

سوال شانزدہم: اس نے اس کلام ملعون میں مبدئیت کی دو قسمیں مبدئیت کل و مبدئیت بعض کر کے قسم اول کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں۔ کہو مانا۔ اور صراحۃً مانا تو اس کے نزدیک مبدئیت الٰہی صاف صاف قسم دوم کی ہوئی یا نہیں۔ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔ اب اسی قسم پر کہتا ہے کہ اس میں اللہ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا مبدء ہونا تو ہر کسگر ہر کمہار کے لیے بھی حاصل ہے تو صاف صریح بے پھیر بچار بے گنجائش انکار اس نے کہا یا نہیں کہ جیسا مبدء اشیاء ہونا اللہ کے لیے ثابت ہے۔ ایسا تو ہر کسگر ہر کمہار کے لیے حاصل ہے۔ کیا اس میں اس نے صراحۃً اللہ واحد قہار کو گالی دی یا نہیں۔ بولو دی اور

ضرور دی۔

سوال ہفدہم: حفظ الایمان والی رسلیا کی تقریر بعینہٖ یہی تقریر ولید پلید ہے یا نہیں کہو ہے اور ضرور ہے۔ اس کے مصنف نے بھی اس کلام ملعون میں علم متعلق بالغیوب کی دو قسمیں علم کل و علم بعض کر کے قسم اول کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت مانا یا نہیں کہو مانا اور صراحۃً مانا۔ تو اس کے نزدیک علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاف قسم دوم کا ہوا یا نہیں۔ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ اب اسی قسم پر کہتا ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے تو صاف صریح بے پھیر بچار بے گنجائش انکار اس نے کہا یا نہیں کہ مغیبات کا جیسا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔ ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کے لیے حاصل ہے۔ کیا اس میں اس نے صراحۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی یا نہیں۔ بولو دی اور ضرور دی۔

سوال ہیجدہم: رسلیا والا اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کو ایک مکر یہ گڑھتا ہے کہ لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے الخ نعوذ باللہ منہا۔ بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے مطلق بعض علم گو وہ ایک ہی چیز کا ہو اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو۔ کیونکہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے اور عبارت آئندہ بھی اس کی دلیل ہے وہو قولہ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا مبدع ہونا واقع میں اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے الخ نعوذ باللہ منہا بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے ہے مطلق بعض شے کا مبدع ہونا گو وہ ایک ہی چیز کا ہو اور گو وہ چیز ادنیٰ درجے کی ہو۔ کیونکہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے کہ بعض سے مراد عام ہے اور عبارت آئندہ بھی اس کی دلیل ہے وہو قولہ۔ کیونکہ ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی بات کرتا ہے جس کی اسی سے ابتداء ہے۔ ان پلید و پلید دونوں کا یہ مکر کیسا ہے اور دونوں مردود ہیں یا ایک مردود دوسرا مقبول تو وجہ فرق کیا ہے۔ حالانکہ دونوں نے بعینہٖ ایک کلام کہا ہے۔

سوال نوزدہم: ولید پلید کے نزدیک اللہ عز و جل کا مبدع ہونا اور رسلیا والے کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم واقع میں محیط کل ہے یا محیط بعض۔ اول کو

آپ ہی تو عقلاً و نقلاً باطل بتا آیا ہے تو ضرور واقع میں مبدئیت خدا و علم مصطفےٰ ایسا ہی مانتا ہے جسے کہہ رہا ہے کہ ایسا تو ہر کنگر کمہار ہر پاگل جانور کو حاصل ہے۔ پھر کو مرسے بھاگتا ہے کہ لفظ کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع میں الخ کیوں جناب تھانوی صاحب یہ ان دونوں پلید و بلید کی صحیح کیمکرنی ہے یا نہیں۔

سوال بستم: رسلیا والا دوسرا فریب یہ بناتا ہے کہ پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ نبوت کے لیے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے۔ انصاف شرط ہے جو شخص آپ کو جمیع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع کہہ رہا ہے۔ کیا وہ نعوذ باللہ زید و عمرو بھی و مجنون و حیوانات کے علم کو آپ کے علم کے مماثل بتلائے گا۔ کیا زید و عمرو وغیرہ کو یہ علوم حاصل ہیں۔ یہ علوم تو آپ کے مثل دوسرے انبیاء و ملٰئکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں ہیں۔

یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ الوہیت کے لیے جو مبدئیتیں لازم و ضروری ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بتمامہا حاصل ہیں۔ انصاف شرط ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو جمیع مبدئیات عالیہ شریفہ متعلقہ الوہیت کا جامع کہہ رہا ہے۔ کیا وہ نعوذ باللہ یزید و عمرو بن لحی اور کنگروں کمہاروں جانوروں کی مبدئیت کے تبلائے گا۔ یزید و عمرو وغیرہ کو یہ مبدئیتیں حاصل ہیں۔ یہ مبدئیتیں تو انبیاء و ملٰئکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں۔ ان دونوں بلید و پلید کے اس فریب میں کیا فرق ہے۔

سوال بست و یکم: کیا ان دونوں بلید و پلید کے اس مکر سے ان ملعون کلموں کی شناعت اٹھ جائے گی۔ کہ جیسی مبدئیت اللہ کی ہے ایسی تو ہر کنگر کمہار کو حاصل ہے۔ جیسا علم حضور کو ہے ایسا تو ہر پاگل جانور کو حاصل ہے۔

سوال بست و دوم: رسلیا والا تیسری چال یہ چلتا ہے۔ کہ بلکہ اس شق پر جو محذور لازم کیا گیا اس پر غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ بعض علوم غیبیہ کے مراد لینے پر یہ خرابی بتلائی ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے الخ یعنی اس صورت میں آپ کی تخصیص نہ رہے گی۔ بلکہ زید و عمرو وغیرہ بھی اس صفت میں آپ کے شریک و مشابہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ آپ کی صفات خاصہ کمالیہ میں آپ کا کوئی شریک و مشابہ نہیں ہے

اس لیے یہ شق باطل ہوئی۔ یوں ہی ولید بلید کہتا ہے کہ بلکہ اس شق پر جو محذور لازم کیا گیا ہے اس میں غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے۔ چنانچہ مبدئیت بعض اشیاء مراد لینے میں یہ خرابی بتلائی گئی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے الخ۔ یعنی اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی تخصیص نہ رہے گی بلکہ یزید و عمرو وغیرہ بھی اس صفت میں اس کے مشابہ و شریک ہو جائیں گے۔ حالانکہ اس کی صفات خاصہ کمالیہ میں کوئی اس کا شریک و مشابہ نہیں ہے۔ اس لیے یہ شق باطل ہوئی۔ ان دونوں کی اس چال میں کیا فرق ہے۔

سوال بست و سوم: ان دونوں بلید و پلید کی یہ چال صریح بے ایمانی ہے یا نہیں۔ کی تو صاف صاف نفی تخصیص کہ یہ اللہ[1] و رسول[2] سے خاص نہیں۔ ہر کنگر کمہار پاگل جانور کو حاصل ہیں۔ اور بننا چاہتے ہیں طالب تخصیص۔ یعنی ہم نے تو یہ کہا تھا کہ ایسے ہونا چاہئیں کہ اللہ و رسول سے خاص ہوں۔

بے ایمانو! تخصیص تو وہ چاہے جو ان کی صفت جانے۔ تم دونوں تو اللہ و رسول پر ان کا حکم ہی صحیح نہیں مانتے نہ کہ ان کی ان کے لیے خصوصیت چاہو۔ ع

شرم بادت از خدا و از رسول

کیوں جناب تھانوی صاحب۔ ان دونوں پلید و بلید کی مکاری سے بڑھ کر اور کیا مکاری ہو گی۔ بعینہٖ کفر اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے اسلام بنانا چاہیں۔ کیوں جناب تھانوی صاحب کیا جو خود کہا اسے اس کی نقیض پر حمل کر کے ہر کافر مسلمانی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

سوال بست و چہارم: رسلیا والا چوتھا داؤ یہ کھیلتا ہے کہ اگر بزعم معترض تشبیہ کے لیے بھی ہو تب بھی علم زید و عمرو وغیرہ کو علم رسول[2] سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض علوم سے جس کا اوپر ذکر ہے۔ یوں ہی ولید پلید کہتا ہے کہ؛

اگر بزعم معترض تشبیہ کے لیے بھی ہو تب بھی مبدئیت یزید و عمرو بن لحی وغیرہ کو مبدئیت

---

[1] جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

[2] ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

خدا سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض مبدئیت سے جس کا اوپر ذکر ہے ان دونوں کے اس داؤ میں کیا فرق ہے۔

سوال بست و پنجم: جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہو کہ ایمان کے ساتھ ان دونوں بے ایمانوں کے حواس بھی جاتے رہے ہیں۔ اے سبحان اللہ علم زید کو تشبیہ دی ہے مطلق بعض علوم سے۔ مبدئیت زید کو تشبیہ دی ہے مطلق بعض مبدئیت سے۔ آج تک کسی سلیم الحواس نے فرد کو مطلق سے تشبیہ دی ہے۔ بچے کہئے کہ تھانوی صاحب تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی۔ کیوں جناب تھانوی صاحب ان دونوں مکاروں کا یہ کھسیانا داؤ ان کی فصد لینا چاہتا ہے یا نہیں۔ بلکہ یقیناً ایک فرد کو دوسرے سے تشبیہ دی اور وہ مطلق وجہ شبہ ہے کہ دونوں میں مشترک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہی کو ہر پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی۔ اللہ عزوجل کی مبدئیت ہی کو ہر کنگر کمہار کی مبدئیت سے تشبیہ دی اور پھر بے ایمان محض منہ زوری سے مسلمانی پکڑنا چاہتے ہیں۔ ان سے کہیے خیشو دور ہو، تمہارا منہ اور مسلمانی۔ کیوں جناب تھانوی صاحب یہ ٹھیک ہے یا نہیں۔

سوال بست و ششم: رسلیا والا پانچواں جہل یہ گانٹھتا ہے کہ بلکہ بفرض محال اگر علم رسول[1] سے بھی تشبیہ ہوتی۔ تب بھی من کل الوجوہ نہ ہوتی بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جس طرح مطلق بعض غیوب کا حصول آپ کے لیے علت ہو گئی۔ اطلاق عالم الغیب کے لیے اسی طرح مطلق بعض غیوب کا حصول دوسروں کے لیے علت ہو جائے گی۔ اطلاق عالم الغیب کے لیے اگرچہ یہ دونوں بعض متغائر ہوں۔

یوں ہی ولید پلید کہتا ہے:

بلکہ بفرض محال اگر مبدئیت خدا سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی من کل الوجوہ نہ ہوتی بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جس طرح مطلق مبدئیت بعض کا حصول اللہ کے لیے علت ہو گیا۔ اطلاق مبدع فیاض کے لیے اسی طرح مطلق مبدئیت بعض کا حصول دوسروں کے لیے علت ہو جائے گا اطلاق مبدء فیاض کے لیے اگرچہ یہ دونوں بعض متغائر ہوں۔ ان دونوں کی اس جعل سازی میں

[1] ہم مسلمان کہتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا فرق ہے۔

سوال بست و ہفتم: جناب تھانوی صاحب ان دونوں بے ایمانوں کی مکاری دیکھئے۔ کنگر کمہار کی مبدئیت اور اللہ عزوجل کا مبدع ہونا مشبہ و مشبہ بہ تھے اور مطلق مبدئیت بعض وجہ شبہ اور صحت اطلاق مبدء فیاض کے لیے علت ہونا اس پر متفرع کر خبیث نے یہ تشبیہ دے کر اس پر تفریع[1] کی تھی کہ تو چاہیئے کہ کمہار کو مبدء فیاض کہا جائے یونہی ہر پاگل جانور کے علم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقدس مشبہ و مشبہ بہ تھے اور مطلق علم بعض مغیبات وجہ شبہ اور صحت اطلاق عالم الغیب کے لیے علت ہونا اس پر متفرع کر مردک نے یہ تشبیہ دے کر اس پر تفریع کی تھی تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ اب دونوں خبیث و مردک اس تفریع ہی کو وجہ شبہ کیئے دیتے ہیں۔ کیا آپ کے نزدیک ان بدحواسوں کی مت ٹھکانے ہے۔

سوال بست و ہشتم: رسلیا والا چھٹا جہل یہ کھیلتا ہے کہ ایسی تشبیہ من بعض الوجوہ تو نص قطعی قرآنی میں موجود ہے:

قل انما انا بشر مثلکم۔ ان تکونوا تالمون فانھم یالمون کما تالمون۔

اول میں مقبول کی ایک حالت کو غیر مقبول کی ایک حالت سے اور دوسری میں غیر مقبول کی ایک حالت کو مقبول کی حالت سے تشبیہ دی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح ولید پلید کہتا ہے۔ ان دونوں کے اس جہل میں کیا فرق ہے۔

سوال بست و نہم: جناب تھانوی صاحب آپ نے ان خبیثوں کی بے ایمانی دیکھی۔

[1] اب بھی تو دونوں کہہ رہے ہیں کہ اسی طرح مطلق بعض کا حصول علت ہو جائے گی۔ اطلاق کے لیے یعنی یہ لازم آئے گا۔ یہ تفریع ہوئی یا وجہ شبہ سفیہ سے پوچھیے کیوں علت ہو جائے گا۔ اگر کہے اس لیے کہ علت ہونے میں دونوں مشترک ہیں تو کھلا مصادرہ علی المطلوب اشتراک کی وجہ اشتراک فی العلۃ لاجرم کہے گا کہ علم اقدس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہر پاگل چوپائے کا علم دونوں ایک سے ہیں تو جیسے وہ علت ہو گیا یہ بھی ہو جائیگا۔ اب کھل گیا کہ بے ادب علم اقدس کو ان ذلیلوں کا سا علم مانتا ہے اور علیت اطلاق کو اس پر متفرع و یکھد خانی تعوذ باللہ۔

کہاں تو مسلمانوں کی تسکین کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ اگر لڑائی میں تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ تو ایسی ہی تکلیف کافروں کو بھی پہنچتی ہے اور کہاں ان پلید دیدہ کا ایک کمال خدا و رسول کی نفی کے لیے یہ بکنا کہ جیسی مشیت اللہ کو ہے ایسی کو ہر کنگر کہار کو ہے۔ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھا ایسا تو ہر پاگل جانور کو ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب ان بے ایمانوں کو کبھی مسلمانی کی ہوا بھی لگی ہے اور جب ان دل کے اندھوں کو یہاں فرق نہ سوجھا تو یہ کیا سوجھے کہ مولیٰ عزوجل اپنے بندوں کی نسبت جو فرمائے یا محبوبان بارگاہ تواضع جو اپنی نسبت فرمائیں انہیں دوسرا حجت بنا کر اپنی طرف سے بکے تو ایمان سے جائے، زبان گدی کے پیچھے سے کھینچی جائے۔ جہنم کی آگ میں ذق انک الاشرف الرشید کہہ کر تلا جائے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا:

وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما انا ابن امرأۃ قریشیۃ تاکل القدید۔

دوسرا تو کہہ دیکھے۔ جناب تھانوی صاحب آپ نے سنا ہو کہ کافروں نے رسولوں سے کہا:

ما انتم الا بشر مثلنا۔

کیا مسلمان بھی ایسا ہی کہتے تھے۔

ہمسری با اولیا برداشتند
انبیا را ہمچو خود پنداشتند

کیوں جناب تھانوی صاحب ان دونوں پلید و پلید پر کتنے لاکھ تف کی جائے۔

سوال سیم: رسالہ والا ساتواں جہل یہ چلتا ہے کہ البتہ اگر کوئی اس تشبیہ پر اکتفا کر کے وجوہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے تو بے شک قبیح ہے۔ لیکن جب اس کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو۔ جیسا قرآن مجید میں مثلکم کے بعد یوحی الی اور تالمون کے بعد ترجون من اللہ ما لا یرجون ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کہ کلام متلاحق و متناسق ہے۔

آپ کا جامع علوم لازمہ نبوت ہونا مصرح ہے یا طرز بیان تفاوت پر دال ہو۔ پھر کیا قباحت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو شبہ کا کوئی موقع ہی نہیں۔ یوں ہی وہ پلید پلید کہتا ہے۔ کہ البتہ اگر کوئی صرف اس تشبیہ پر اکتفا کر کے وجوہ تفاوت و تفاضل کو بیان نہ کرے۔ تو بے شک قبیح ہے۔ لیکن جب اس کا بھی ساتھ ساتھ بیان ہو جیسا قرآن مجید میں مثلکم کے بعد یوحی الی اور تالمون کے بعد وترجون من اللہ ما لا یرجون ہے اور جیسا کہ تقریر مذکور میں کہ کلام متلاحق و متناسق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جامع مبیّنات لازمہ الوہیت ہونا مصرح ہے یا طرز بیان تفاوت پر دال ہو، پھر کیا قباحت ہے اور جب کہ تشبیہ ہی نہ ہو تب تو شبہ کا کوئی موقع ہی نہیں۔ ان دونوں کے اس جہل میں کیا بل ہے۔

سوال سی ویکم: جناب تھانوی صاحب آپ نے ان بے ایمانوں کی خباثت دیکھی۔ کیا اللہ و رسول کو بری تشبیہیں دینا اس وقت کفر ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ ان کی کوئی خوبی نہ بیان کیجائے اور اگر اس کے ساتھ ایک آدھ خوبی بیان کر دو تو پھر اللہ و رسول کو جیسی ذلیل سے ذلیل چاہو تشبیہیں دو کچھ قباحت نہیں۔ قباحت تو جب سوجھے کہ دل میں اللہ و رسول کی عظمت ہو ایمان ہو محبت ہو۔

سوال سی ودوم: جناب تھانوی صاحب خفا ہونے کی بات نہیں جو اللہ و رسول کو کہہ چکے ہو۔ اپنوں کو بھی کہو گے یا وہاں غیظ و غضب سے بھڑکتی آگ میں رہو گے۔ آپ کی ذریات نے شیطانیت یہ نکالی ہے کہ آپ اور آپ کے بڑے جیسی ناپاک سے ناپاک بات چاہیں۔ اللہ اور رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں منہ بھر کر بک جائیں تو وہ سب تحقیق نادر اور کمال علمی کا جوہر۔ اس پر اہل اسلام جو ان دشنامیوں پر حکم شرع لگائیں یا آفتاب پر ان کا تھوکا ہوا ان کے منہ پر پلٹیں تو بے تہذیب ہیں بازاری گفتگو کرتے ہیں۔ قابل خطاب نہیں لائق کلام اہل حجاب نہیں۔ اس ڈھٹائی بے حیائی کی کچھ حد ہے تو بات کیا ہے۔ یہ کہ تمہاری جھوٹی عزت ساختہ وقعت ان کی نگاہوں میں اللہ و رسول کی بھی عظمت سے بدرجہا زائد ہے۔ جب تو تم اللہ و رسول کو جیسی چاہو گالیاں دو۔ آنکھوں سکھ کلیجے ٹھنڈک اور اس پر مسلمان تمہارا نام الف کے تلے لیں تو بے تہذیب ہیں، فحش کلام ہیں۔ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین

خیر اس کا فیصلہ تو روز قیامت ہوگا۔ وہی آیت اللہ یحکم بینکم یوم القیٰمۃ جو آپ نے اپنی بسط البنان میں الٹی پڑھی اور تم پر حجت ہونے کے لیے اس کی لوح پر چڑھی کہ رب تالی القراٰن والقراٰن یلعنہ وہی ان شاء اللہ العزیز روز قیامت تمہارے گلوں پر سوار ہوگی اور جو اللہ و رسول۱؎ کی گالیوں کے جواب میں تمہیں کچھ کہنا بے تہذیبی بتاتے ہیں۔ ان سب سے بھی سوال ہوگا:

وقفوھم انھم مسئولون:

ان سے سوال ہوتا ہے کہ اللہ و رسول تمہاری نگاہ میں ایسے ہلکے تھے اور ان کے یہ بدگو لعین اتنے بھاری تمہیں یا تمہارے ماں باپ کو کوئی آدھی بات کہے تو تہذیب و انسانیت سب بالائے طاق رکھتے ایک کی دس کہہ کر بھی پیچھا نہ چھوڑتے اور اللہ و رسول کے دشنام دینے والوں کے ساتھ ایسے مقدس بے نفس بنتے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون خیر یہ تو روز قیامت کا تصور ہے۔

اللہ یحکم بیننا وھو خیر الحٰکمین۔

اس وقت آپ سے ایک سادہ عرض ہے۔ کسی بھی طرح انسان بن کر سنئیے اور ہو سکے تو جواب دیجئے۔ ورنہ توفیق ملے تو کلمۂ اسلام پڑھ کر توبہ کیجیے۔ ہاں ہاں او ولید و بلید تم دونوں نے اللہ و رسول کو تو وہ کچھ کہا کہ جیسی مبدئیت اللہ کو حاصل ہے۔ ہر کسگر کمہار کو حاصل ہے جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ ایسا ہر پاگل ہر جانور کو ہے اور اس پر جو خبر مسلمانوں نے تمہاری لی تو بسط البنان میں ان سات حیلوں حوالوں کی سوجھی اور صاف ٹھہرالیا کہ اللہ و رسول کی جناب میں ایسا منہ کھول دینے میں کچھ قباحت نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر سعید و حمید وغیرہما کہیں کہ جیسا علم جناب گنگوہی صاحب کو تھا ایسا تو

۱؎ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ہر کتے کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا ہر الو کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب تھانوی صاحب کو ہے ایسا تو ہر گدھے کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب دہلوی کو تھا ایسا تو ہر سوٴر کو ہوتا ہے۔ جناب گنگوہی صاحب کی صورت کتے کی سی تھی۔ جناب نانوتوی صاحب کی شکل الو کی سی تھی۔ جناب تھانوی صاحب کا چہرہ گدھے کا سا ہے۔ جناب دہلوی صاحب کا منہ سور کا سا تھا اور وجہ شبہ یہ بتایئے کہ گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و دہلوی صاحبان کو بھی بعض علم ہے اور کتے، الو، گدھے، سوٴر کو بھی بعض ہے۔ اگرچہ خیابان مذکورین کو دینیات کا علم جتنا آج کل مولوی کہلانے کو لازم و ضروری ہے۔ کتے، الو، گدھے، سوٴر سے زائد ہے۔ خیابان مذکورین کا منہ، چہرہ، شکل، صورت بھی مخلوق ہے۔ حادث ہے، فانی ہے۔ اور کتے، الو، گدھے، سور کے منہ بھی مخلوق حادثات و فانی ہیں۔ اگرچہ آدمی بچہ کہلانے کے لیے جو نقشہ لازم و ضروری ہے خیابان مذکورین کو بتمامہا حاصل ہے تو کیا ایسا کہنا آپ حضرات پسند کریں گے۔ کیا اسے ان خیابوں کی توہین نہ کہیں گے۔ کیا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لکھ کر چھاپ دیا۔ اور اب اس پر اڑے ہو جھوٹے بہانوں سے اسے بنانے کے پیچھے پڑے ہو۔ یونہی لکھ کر اپنے مہر و دستخط سے یہی الفاظ گنگوہی و نانوتوی و اسمٰعیل دہلوی کی نسبت چھاپ دو گے۔ جو عذر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے کر گھڑے۔ کیا یہاں جاری نہیں سب بعینہا جاری ہیں۔ حمید و سعید کہتے ہیں کہ

۱۔ ایسا سے مراد مطلق بعض و فانی ہے نہ کہ واقع میں جیسے خیابوں کے علم و رخ تھے۔

۲۔ اس عبارت میں تصریح ہے کہ علم و شکل بقدر لازم مولویت و انسانیت انہیں حاصل تھے۔

۳۔ بلکہ مشابہت کی نفی کی تھی کہ تخصیص چاہیے اور یہ خاص نہیں۔

۴۔ گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و اسمٰعیل دہلوی صاحبان کے علم و رخ کو کتے، الو، گدھے، سوٴر کے علم و رخ سے تشبیہ نہ دی بلکہ مطلق بعض علوم و فانی رخ سے۔

۵۔ تشبیہ سے بھی سہی تو من کل الوجوہ نہ تھی۔

۶۔ من بعض الوجوہ ناقص و کامل کی تشبیہ قرآن عظیم میں موجود ہے۔

۷۔ فقط تشبیہ پر سکوت ہوتا تو ایک بات تھی۔ ہم نے ساتھ ساتھ وجہ تفاوت بھی تو بتا دی۔ تو کیا وجہ کہ آپ یہ عذرات اپنے بڑوں کے حق میں نہ سنیں اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں گھڑیں۔ بلکہ آپ کو تو حمید و سعید کے عذر پیش کرنے کی بھی حاجت نہ چاہئے۔ آپ خود ان عذرات کے بادی ہیں وہ کہتے جائیں کہ گنگوہی صاحب سؤر کی طرح ہیں۔ نانوتی صاحب گدھے کے مثل تھے۔ اسمٰعیل دہلوی صاحب کتے کی مانند تھے اور آپ شاباش دیتے۔ اور آمنا صدقنا کہتے جائیں۔ بلکہ حمید و سعید کے کہنے پر کیوں رکھیئے۔ خود ہی وہ لائق و بلند خطابات اپنے ان بڑوں کی نسبت لکھ کر چھاپئے اور ہزار پانسو نسخے ہمیں بھیجئے۔ کہ آپ کی حفظ الایمان کی طرح ملک میں شائع کریں اور آپ کا عذر مسلمانوں کو سنائیں کہ:

بھائیو جناب تھانوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی خاص عداوت نہیں ان کی بولی ہی یہ ہے وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ کیوں تھانوی صاحب ہے۔ صلاح کیسی تمہارے نفع کی کہی۔ ہاں ہاں وہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ جن کو منہ بھر کہا اور چھاپ دیا۔ اپنے بڑوں کی طرح ایسا خیال کرتے کلیجہ چار چار ہاتھ اچھلے گا۔ یہ ہے تمہارا اسلام۔ یہ ہے تمہارا ایمان: الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔ مسلمانوں اس سے زیادہ اور بھی وضوح حق کا ذریعہ ہے۔

سوال سی و سوم: جناب تھانوی صاحب آپ پلید و بلید دونوں کی ستم بوکھلاہٹ آٹھویں عیاری ملاحظہ کریں۔

مسلمانوں نے جب ان بے ایمانوں پر قہر الٰہی اتارا کہ مردو کو تم نے دو ہی قسموں میں حصر کر لیا۔ یا تو کل کو محیط ہو۔ اس طرح کہ ایک فرد بھی خارج نہ رہے۔ (حفظ الایمان ص۸) یا مطلق بعض کو وہ ایک ہی چیز کی قدر ہو گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو۔ (بسط البنان ص۳)۔ جس کے سبب تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کی مبدئیت بے پایاں اور یزید عمرو بن لحی اور ہر گنگر کمہار کی ذلیل مبدئیت میں کچھ فرق نہ رہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بے انتہا اور زید و عمر اور ہر پاگل جانور کے ذلیل علم میں کچھ تفاوت نہ رہا۔ جس کی

بنا پر او ولید پلید تو پوچھنے بیٹھا کہ خدا اور کمہار میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور رسلیا والے پلید تو پوچھنے بیٹھا کہ نبی اور چوپائے میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ مردکو یوں تو خدا کی قدرت سے بھی منکر ہو بیٹھو کہ بعض پر قدرت ہونا مراد ہے تو اس میں اللہ عزوجل کی کیا تخصیص ہے۔ ایسی قدرت تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے اور اگر کل اشیاء پر قدرت مراد ہے اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اشیاء میں خود ذات باری بھی ہے اور اسے خود اپنی ذات پر قدرت نہیں۔ یہ دیکھ کر خبیثوں کے پیٹ میں چوہے دوڑے۔ اب ان دو احتمالوں کے سوا تیسرا سوجھا اپنی عیاریوں میں تو اس کا کہیں پتا نہ تھا۔ لہٰذا بزور زبان زوری ڈھٹائی سے اپنی ایک ہی شق کے دو ٹکڑے کر کے وہ تیسرا اس میں داخل کر لیا۔ رسلیا والا بولتا ہے ایک شق اور محتمل تھی کہ آپ کو عالم الغیب تو کہیں مگر نہ تو بنا بر جمیع علوم غیر متناہیہ کے اور نہ بنا بر مطلق بعض علوم کے تاکہ اشتراک لازم آئے۔ بلکہ بنا بر علوم وافرہ عظیمہ کے جو دوسروں کو حاصل نہیں۔ سو یہ شق یہاں صراحۃً مذکور نہیں مگر اس کی طرف بھی مع جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے۔ کہ اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے یعنی اگر آپ کو عالم الغیب کہنے اور دوسروں کو عالم الغیب نہ کہنے کا التزام کیا جائے تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پہ دلیل لانا ضرور ہے۔ یعنی یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ عالم علوم شریفہ کثیرہ پر شریعت نے عالم الغیب کو اطلاق کرنے کی اجازت دی۔ یونہی ولید پلید کہتا ہے:

ایک شق یہاں اور محتمل تھی کہ اللہ تعالیٰ کو مبدء فیاض تو کہیں مگر نہ تو بنا بر مبدئیت جمیع اشیاء حتیٰ کہ خود ذات الٰہی کے اور نہ بنا بر مطلق مبدئیت بعض اشیاء کے تاکہ اشتراک لازم آئے۔ بلکہ بنا بر مبدئیات وافرہ عظیمہ کے جو دوسروں کو حاصل نہیں سو یہ شق یہاں صراحۃً مذکور نہیں مگر اس کی طرف بھی مع جواب کے اس قول میں اشارہ کر دیا ہے کہ اگر التزام نہ کیا جائے تو خدا و غیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو مبدء فیاض کہنے اور دوسروں کو مبدء فیاض نہ کہنے کا التزام کیا جائے تو شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پہ دلیل لانا ضرور ہے۔ یعنی یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ مبدئیت اشیائے شریفہ کثیرہ پر شریعت

مبدء فیاض اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب تھانوی صاحب ذرا ان دونوں مردوں کی عقل کے ناخن تو لیجئے کیا کسی ذی عقل مسلمان کے وہم میں بھی یہ شقیں گزرنے کی تھیں کہ ذلیل سی ذلیل اور ادنیٰ سے ادنیٰ صفت جو ہر کنکر کمہار ہر پاگل چوپائے میں پائی جائے۔ ہم اس سے اللہ و رسول کو موصوف کر کے ان کی یہ تعریفیں کرتے ہیں یا یہ کہ جب تک اللہ خود اپنی ذات کا مبدء نہ ہو جائے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع علوم الٰہیہ کو محیط نہ ہو جائیں۔ ہم ان کی یہ تعریفیں نہ کریں گے۔ بلکہ قطعاً یقیناً ان تعریفوں کا منشا وہی شق تھی۔ جسے یہ نخشا دانستہ چھوڑ گئے تو اس بے ایمانی کی کچھ حد ہے کہ خصم کے مقابل وہ صریح باطل شقیں جو ہرگز نہ اس کی مقبول نہ اس کو مقبول نہ کسی عاقل کے نزدیک معقول ان کا بطلان بیان کر دیجئے اور شق صحیح کہ یقیناً وہی ان کے خصم کی مراد اور ہر عاقل کا ذہن اسی کی طرف جائے یوں چھوڑ جائیے یا بالفرض غلط اشارہ کے گھونگھٹ میں چھپائیے جسے آپ سمجھیں یا آپ کا پیٹ۔

کیوں تھانوی صاحب پاگل کے سوا کوئی بھی ایسی پلید حرکت کرے گا؟

کیوں تھانوی صاحب اصل مقصود کو پردے میں چھپا جانا چھانولی بتا جانا اور دو صریح مہمل باتیں کہ کسی کے وہم میں بھی نہ ہوں۔ ان کو یوں چمک چمک کر طویل بیان میں لانا پاگل کے سوا کس کا کام ہے؟

کیا آپ ان خبیثوں سے نہ پوچھیں گے کہ مردک یہ کس نے کہی تھیں کہ تم ان کو رد کرتے ہو۔ اور جو صریح و واضح مراد تھی اسے چھوڑ کر جنبیت بنتے ہو۔ آخر پاگل تو ہو نہیں بلکہ تکفیر سے بچنے کے لیے دانستہ بنتے ہو۔ کیوں تھانوی صاحب کیسی کہی۔

سوال سی و چہارم: اصل مقصود یوں بچا کر دو مہمل باتوں پر گرانا جو کسی طرح ان کے خصم

۱؎ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا کسی کے وہم میں نہ تھیں اور اس پر وہ ناپاکیاں گانا کہ جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہے۔ جیسا مبدء فیض خدا ہے ایسا تو ہر کنکر کمہار ہوتا ہے۔ جناب تھانوی صاحب آپ اس قصدی تبدیل بحث کا کچھ اور فائدہ بتا سکتے ہیں سوا اس کے کہ ان پلید و پلید کو منظور یہی تھا کہ اللہ و رسول کی جناب میں خباثتیں بکیں۔ اصل مقصود پر بحث کرتے تو وہاں ان ملعون لفظوں کی کب گنجائش ملتی۔ دوسرا کوئی ملعون بات کہے تو اس کی شناعت ظاہر کرنی مجبوری ہے۔ مگر وہ بات کہ نہ دوسرے نے کہی نہ اس کے خواب خیال وہم گمان میں نہ کسی عاقل کے نزدیک اس کی اصلاً گنجائش تھی وہ اپنے دل سے تراش کر لا کھڑی کرنی اور عظمت والی بارگاہوں پر گالیاں برسانی سوا اس خبیث بد باطن کے کس کا کام ہے جسے مقصود ہی اللہ و رسول کی جناب میں گالیاں بکنا تھا۔ کیوں جناب تھانوی صاحب آپ کسی مسلمان عاقل سے اس کی نظیر پیش کر سکتے ہیں۔

میں جانتا ہوں آپ بے مثال نہ سمجھیں گے۔ اللہ و رسول کی جناب میں آپ بک چکے ہیں۔ ہم تفہیم کے لیے مثال پیش کریں تو معاف فرمانا۔ حاشا ہم خود نہیں کہتے بلکہ بات یہ ہے کہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی آپ صاحبوں نے کی اور ہلکی سمجھی اور اسے بنانے کی رات دن فکر رکھی تو یہ دکھانا ہے کہ اگر اسی طرز کا کلام کوئی بیباک تمہیں اور تمہارے بڑوں کو کہے تو کتنا برا لگے۔ جس سے تم سمجھ جاؤ کہ ہاں واقعی تم سے گستاخی ہوئی اور تم نہ سمجھو تو مسلمان سمجھ لیں۔ جو انداز تقریر اپنے لیے اتنا برا لگا۔ خدا اور رسول پر بے دھڑک بکا۔ ایمان کا حال معلوم ہو گیا۔ لہٰذا دریافت ہے کہ زید کہے حضرت اسمٰعیل دہلوی و جناب گنگوہی و جناب نانوتوی و جناب تھانوی صاحبان ہر ایک صاحب بے نظیر ہیں۔ اس پر اگر کوئی بیباک بول اٹھے کہ اگر بے نظیر سے یہ مراد کہ یہ لوگ معاذ اللہ اللہ کی طرح وحدہٗ لاشریک لہٗ ہیں۔ جب تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ظاہر ہے اور اگر یہ مراد کہ ان میں ہر ایک کے پیچھے دفع نجاست کا ایک راستہ ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص یہ سوراخ تو ہر کتے ناسور کے ہوتا ہے تو چاہیے سب کو بے نظیر کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں

میں ہر کتے، سور کو بھی بے نظیر کہوں گا تو بے نظیر کہنے میں ان صاحبوں کا کیا کمال ہوا جس میں کتے، سور تک شریک ہیں اور اگر التزام نہ کیا جائے تو جناب اسمٰعیل دہلوی، گنگوہی، نانوتوی تھانوی کتے، سور میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے تو اللہ کو ایک جان کر کہنا کیا اسے ان صاحبوں کی توہین کرنے والا نہ جانوگے۔ ضرور جانوگے اور ہم بھی کہیں گے کہ اس نے بہت بیہودہ بات کہی بے تہذیبی برتی اس سوراخ پر بے نظیر کس نے کہا تھا یا اس کا یہاں کیا احتمال تھا یا اس طرف کس کا ذہن جا سکتا تھا کچھ بھی نہیں بلکہ اس بے باک کو ان حضرات کے سوراخ بھاتا تھے۔ اس لیے بحث بدل کر اصل مقصود چھوڑ کر ان کے سوراخ لے کر چلا۔

ایمان سے کہنا بعینہٖ یہی حالت ان دونوں پلید و بلید کی ہے یا نہیں۔ ہر گنگر کمہار جلتی نئی بات کر لیتا ہے۔ ہر پاگل چوپایہ جو ایک آدھ بات دوسرے سے مختص جانتا ہے۔ اس پر مبدء فیض ہونے یا غیوب جاننے کا حکم کس نے کیا تھا یا اس کا یہاں کیا احتمال تھا یا اس طرف کس کا ذہن جا سکتا تھا کچھ بھی نہیں بلکہ ان ناپاکوں کو منظور یہی یہ تھا کہ اللہ و رسولؐ کی جناب میں ایسے ذلیل و شرمناک الفاظ بکیں اس لیے بحث بدل کر اصل مقصود چھوڑ کر مطلق بعض علم و مبدئیت لے کر چلے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ اس شخص کو عقلا صرف بے تہذیب کہیں گے۔ اور اس ولید پلید اور رسلیا والے بلید کو کافر مرتد کہ اس کی بے باکی اسمٰعیل و گنگوہی و نانوتوی و تھانوی کے ساتھ تھی اور ان پلید و بلید کی گستاخی اللہ واحد قہار اور حضور سید الابرار کی بارگاہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

سوال سی و پنجم: جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہو ان دونوں پلید و بلید کا صاف صریح حاصل تقریر یہ ہے کہ اس حکم کی صحت کا منشا یا مطلق بعض علم و مبدئیت ہے یا علم و

ے جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مبدئیت محیط کل ثانی باطل ہے اور اول میں اللہ و رسولؐ کی کیا تخصیص ایسے علم و مبدئیت تو ہر پاگل ہر جانور ہر کمہار، ہر گنگر کو حاصل ہیں تو ان سب پر یہ حکم صحیح ہونا چاہیے۔ یہاں تک بزعم خود ثابت کر لیا کہ یہ منشا سب میں مشترک ہے اور باہم کچھ فرق نہیں۔ اسی بنائے فاسد پر یہ چناؤ چنی کہ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو التزام کرو کہ ہاں ہم سب کے لیے یہ اوصاف ثابت مانیں گے تو اس میں اللہ و رسولؐ کا کیا کمال ہوا۔ جس میں جانور تک شریک ہیں اور اگر کہو کہ نہیں نہیں بلکہ اللہ و رسولؐ کے لیے مانیں گے اوروں کے لیے نہ مانیں گے تو اللہؐ اور گنگر کمہار اور نبیؐ اور پاگل جانور میں وجہ فرق بتاؤ۔ علت کہ مطلق علم و مبدئیت کا حصول تھا، سب میں مشترک ہے۔ پھر حکم اللہ و رسول کے ساتھ خاص اور کمہار گنگر پاگل جانور سے منتفی ہونا کیا معنی یہ صاف صریح ان کی تقریر کا منطوق ہے۔ اس میں تیسری شق کدھر سے آگئی۔ ابتدائے کلام ان لفظوں سے تھی کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے الخ اللہ کی کیا تخصیص ہے الخ۔ جس کا صاف مطلب نفی فرق تھا۔ یعنی اتنی بات میں سب برابر ہیں کہ سب میں مشترک ہے کسی کی خصوصیت نہیں اور انتہائے کلام ان لفظوں پر ہوئی کہ نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ یہ بھی وہی بات ہوگی کہ اس امر میں نبی و غیر نبی میں کچھ فرق نہیں۔ خدا و غیر خدا میں کچھ فرق نہیں ہو تو بتاؤ کیا فرق ہے۔ تو اول تا آخر مسلسل متلاصق متناسق کلام کا آدھا الگ توڑ کر محض زبان زوری سے تیسرا احتمال داخل کیے لیتے ہیں۔ جو اس تقریر کے بالکل خلاف ہے یہاں تو نفی فرق ہو رہی ہے اور اس تیسرے احتمال پر فرق تسلیم کیا ہے، وہ بھی اتنا عظیم کہ آسمان و زمین کے فرق کو اس سے کچھ نسبت نہیں یعنی کہاں خدا کی مبدئیت کہاں گنگر کمہار کی کہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب کہاں پاگل جانور کے۔ کیوں تھانوی صاحب نفی فرق کی شق کو تسلیم فرق کی

۳،۲،۱ے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ۔

۴ے جل و علا و تبارک و تعالیٰ و تقدس۔ ۱۲ منہ

۵ے جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۲ منہ۔

شق بنانا ان بلید و پلید کی کیسی کھلی بے ایمانی ہے۔ تھانوی صاحب مطلب تو مطلب لفظوں ہی کو دیکھئے کہاں تو یہ کہ وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ یعنی کوئی وجہ فرق نہیں۔ جو مدعی ہو بیان کرے۔ جس میں صاف انکار فرق ہے اور کہاں یہ کہ شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔ جس میں صاف اقرار فرق ہے کیوں تھانوی صاحب انکار کو اقرار ٹھہرا کر کونسا کافر مسلمان نہیں بن سکتا۔

سوال سی و ششم: جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہو کر رسلیا والے کو تو اس لبسط البنان میں بھی تسلیم ہے کہ اس کی یہ تقریر مستقل دلیل ہے۔ صـ۲ پر کہتا ہے:

ہم نے اس دعوے پر دو دلیلیں قائم کی ہیں۔ وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے۔ جو اس لفظ سے شروع ہوتی ہے۔ پھر ضرور یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر الخ

اب اگر اس کی دو شقی میں وہ تیسرا احتمال داخل نہ کریں جب تو بے شک یہ دلیل رہتی ہے اور وہ مستدل اگرچہ یہ دلیل اس حکم کی طرف دلیل ہو کہ دو شقیں کرکے دونوں باطل کر دیں۔ مگر یہ اپنی دو شقی میں وہ تیسرا داخل کرکے وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے کے یہ معنی گڑھتا ہے کہ اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔ یہ دلیل نہ ہوئی بلکہ طلب دلیل ہوئی اور یہ قائل مستدل نہ رہا بلکہ مانع ہو گیا۔ مگر خود اسے اب تک تسلیم ہے کہ وہ مستدل ہے مانع نہیں اس کی یہ تقریر دلیل ہے۔ سوال نہیں تو اسی کے منہ واضح ہوا کہ اس کی دو شقی میں اس تیسرے کا دخول خفقی الایمان تو خفقی الایمان اس لبسط البنان کے صـ۲ لکھنے تک بھی اس کے ذہن میں نہ تھا۔ اب خصم کی مار بچانے کو یہ چھوٹا شاخسانہ چھیڑا اور خود اپنے اوپر بھی بہتان جوڑا ہے۔

سوال سی و ہفتم: جناب تھانوی صاحب ان دونوں بلید و پلید کی نویں غداری دیکھئے۔ اولاً سائل کا سوال کہ وہ بھی انہیں کا خانہ ساز تھا اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔ جس میں صراحۃً یہ الفاظ موجود کہ زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے۔ نہ یہ کہ صرف لفظ کو پوچھتا ہو۔ اگرچہ معنی صحیح ہوں اسے یہ رسلیا والا یوں بناتا ہے کہ سوال میں مقصود اصل مسئلہ کی تحقیق نہیں ہے۔ بلکہ عالم الغیب کے اطلاق کو پوچھا ہے۔ تھانوی صاحب دیکھئے۔ یہ بلید کیسا کذاب و دزد بکف چراغ ہے سائل تو صاف عقیدہ کو پوچھتا ہے۔ یہ نرے اطلاق لفظ پر ڈھالتا ہے۔ ثانیاً جواب

کے لفظ دیکھئے۔ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ ملاحظہ ہو نفس حکم کو صحیح نہیں مانتا نہ کہ صرف اطلاق لفظ کو ثالثاً دلیل ذیل جو پیش کی اگر ٹھیک پڑتی تو وہ بھی نفس حکم کا ابطال کر رہی ہے نہ کہ صرف اطلاق لفظ کا اگرچہ حکم صحیح اور منشا ثابت ہو اور وہ اس تیسری شق پر منشا حکم کو خود تسلیم کرتا اور انکار کو صرف اطلاق لفظ کی طرف پھیرتا ہے کہ یہ ثابت کرنا چاہئے کہ عالم علوم شریفہ کثیرہ پر شریعت نے عالم الغیب کو اطلاق کرنے کی اجازت دی ہے۔ ملاحظہ ہو اس شق سوم پر منشاء حکم عالم علوم شریفہ کثیرہ ہونا تھا اسے تسلیم کرتا اور صرف اجازت اطلاق لفظ کا ثبوت مانگتا ہے تو خود اسی کے منہ روشن طور پر واضح ہوا یا نہیں کہ اس کی دو شقی تحریر میں یہ تیسرا کسی طرح داخل نہیں ہو سکتا۔ اس سے تو سائل نے صراحۃً حکم و عقیدہ کا سوال کیا اور اس نے صاف صاف حکم کو غیر صحیح بتایا اور مراد معنی ہی کی بحث لگائی اور اس کی وہ دو شقی تقریر نفس حکم ہی کی نفی کرتی آئی تو اس میں یہ تیسرا کہ منشاء حکم کو صحیح مان کر صرف اطلاق لفظ میں کلام کرتا ہے۔ کیونکر داخل ہو سکتا ہے۔

تھانوی صاحب کیا آپ نہ کہیں گے کہ یہ عیار غدار پکے بے ایمان کیا وہی یحرفون الکلم عن مواضعہ میں یہود کے بھی استاد ہیں۔

سوال سی و ہشتم: جناب تھانوی صاحب اگر ہم ان دونوں پلید و بلید کی مان بھی لیں تو ذرا غور سے بتائیے کہ اس مکاری میں رسلیا والا بلید بڑھ کر رہا یا ولید پلید ہم تو جانیں ولید پلید

سلہ رابعاً ملاحظہ ہو دریافت کیا کرتا ہے۔ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل پھر کہا اگر بعض مراد ہیں۔ پھر کہا اور اگر تمام مراد ہیں۔ اول تا آخر مراد و معنی سے بحث کر رہا ہے اور نری منہ زوری سے اسی مجرد بحث اطلاق لفظ پر ڈھالا چاہتا ہے۔ خامساً جہاں نفس اطلاق لفظ میں دقت ہو۔ معنی و مراد پر لحاظ نہیں ہوتا اس کے دیرہ اور ہوتے ہیں جیسے ایہام ہو کہ معنی مراد پر کلام تو جو وجوہ یہاں اصلاً نہ لایا انہیں چھپاتا گیا اور جو لکھے انہیں انہیں یکسر اڑاتا ہے تو یہ تاویل ہوئی یا صریح تحویل فاحش تبدیل بات بنانا ہوا یا اول تا آخر تمام تقریر کو ہوا بناتا ہے دکھاتا ہے لا گفتہ نا گفتہ ٹھہرا لیں بات بن جائے تو ہر پاگل کی بن سکے۔ لاجرم اس تقریر کو بحث اطلاق لفظ سے وہی علاقہ ہے۔ جو حضرت تھانوی کو دین و عقل سے یعنی تباین کلی قطعی ۱۲ منہ

رسلیا والے پر چڑھ کر رہا اس لیے کہ اس فریبی بناوٹ پر دونوں پلید و بلید کا حاصل تقریر وہاں تک تو مشترک رہا۔ آگے ولید کو دو راہیں ہیں۔

اوّلاً: وہ کہہ سکتا ہے کہ زید مستدل تھا اور میں مانع ہوں۔ مجھے اتنا کہنا کافی ہے کہ صحت اطلاق کے لیے اس فرق کے شرعاً معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔

ثانیاً: مستدل بنے تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ عزوجل کے نام توقیفی ہیں۔ صحت اطلاق کے لیے صرف صحت معنی کافی نہیں اور قرآن و حدیث سے نہ لفظ مبدء ثابت ہے۔ نہ لفظ فیاض تو فرق ہزاروں قسم کے سہی صحت اطلاق نہیں۔ مگر لبید بے چارے نے اپنی دونوں گلیاں بند کر لیں۔ پہلی تو اس لیے کہ وہ اپنی مسماۃ بسط البنان کے منہ اقرار کر بیٹھا کہ میں مستدل ہوں نہ کہ مانع اور پچھلی اس لیے کہ بیچارہ ولید کی سی کوئی دلیل بھی پیش نہیں کر سکتا۔ لے دے کر اگر کہے تو وہی جو دلیل اوّل میں کہہ چکا ہے کہ اس میں ایہام ہے لہٰذا جائز نہیں اس تقدیر پر یہ وہی دلیل اوّل ہو جائے گی کہ جب صرف اطلاق لفظ میں بحث ہے تو اس سے اسی قدر متعلق اور یہ عین دلیل اول ہے۔ باقی ہزلیات لغو و خارج از بحث ہیں۔ حالانکہ وہ اسی مسماۃ بسط البنان کے منہ اقرار کر چکا ہے کہ میں نے اس پر دو دلیلیں قائم کی ہیں۔ دوسری دلیل اس لفظ سے شروع ہے پھر آپ کی ذات مقدسہ پر الخ بے چارے کی دونوں گلیاں بند ہیں۔ کہیے ولید پلید رسلیا والے پر چڑھ کر رہا یا نہیں۔

غرض جناب تھانوی صاحب ملاحظہ ہو بے چارے رسلیا والے نے کفر کا ٹوکرا سر سے ٹالنے کے لیے اپنی دو شقی میں تیسرا احتمال داخل کرنے کے لیے ساتوں کرم کیے۔ انکار فرق کو اقرار فرق بنایا۔ سوال عقیدہ کو سوال لفظ بنایا۔ نفی حکم کو تصحیح حکم بنایا۔ تفتیش مراد و معنی کو بحث لفظ بنایا۔ ابطال منشا کو تسلیم منشا بنایا۔ دلیل ابطال معنی کو دلیل ممانعت لفظ بنایا۔ خود مستدل سے مانع بنا۔ غرض گرگٹ کے سے رنگ بدلا۔ کونسا روپ تھا کہ نہ بھرا علانیہ پیٹ بھر کر کھایا۔ مگر کال نہ کٹا۔ کیوں جناب تھانوی صاحب یوں نہ کو ہاں۔ ہاں کو نہ بنا کر کون سے مجنوں کا کلام صحیح نہیں ہو سکتا۔ کون سے کافر کا کفر اسلام نہیں ہو سکتا۔ اسی پر کہتے تھے کہ مصنف حسام الحرمین اور تمام علمائے کرام حرمین شریفین رسلیا والے کا مطلب

نہ سمجھے۔ بیشک ایسا مطلب وہی سمجھے جس سے دونوں جہان میں خدا سمجھے۔ تھانوی صاحب بناوٹ کا مزہ چکھا۔ ذُق انک انت الاشرف الرشید۔

سوال سی و نہم: جناب تھانوی صاحب اب کہ رسلیا والے کا گھونگھٹ کھل گیا اور سب نے دیکھ لیا کہ کلام معنی میں ہے نہ صرف اطلاق لفظ میں اگر یہ بکمال بے حیائی اپنی دو شقی میں وہ تیسرا احتمال داخل بھی کرے تو اب اس کی اس پچھلی کیادی کا حاصل یہ ہوگا کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کے علوم کثیرہ جلیلہ شریفہ وافرہ حاصل ہیں اور پاگل یا جانور کو ایک آدھ ذلیل بات کا علم غیب یہ فرق ہے تو بیشک مگر شرعاً اس فرق کے معتبر ہونے پر دلیل لانا ضرور ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے حد و بے پایاں علوم غیب کی شرع نے کچھ قدر کی ہو اور اسے حضور کے لیے مزیت و مدح کا سبب جانا ہو ایسا نہیں بلکہ شرع کی نگاہ میں مورث مدح نہ ہونے میں حضور کے علوم اور ہر پاگل جانور کا علم یکساں ہے۔ اس لیے کہ شرع نے اس فرق[1] کا کچھ اعتبار نہیں کیا ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب کیا یہ کھلا کفر[2] نہیں ہے؟ یہ کیا توہین شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں یہ کیا صریح ابطال قرآن و حدیث اجماع امت نہیں۔

۱۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

---

[1] تھانوی صاحب پھر نہ بھکنا کہ میں نے تو اطلاق لفظ عالم الغیب کے لیے نا معتبر کہا ہے نہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح کے لیے اس کے کتنے رد بلیغ ابھی کر چکا ہوں اور جب قیام مبنیٰ وسلم توصیف مشتق سے کون مانع اگر وہی ایہام لے کر دوڑو تو وہ دیکھو مسماۃ بسط البنان دو ورق اُلٹی دکھا رہی ہے کہ اوں ہوں یہ تو پہلی دلیل تھی میں یہاں دوسری دلیل میں ہوں ۱۲ منہ۔

[2] رسلیا اس کھلے کفر کا بھی ڈہکا اقرار اپنے پانچویں جملے میں کر چکی کہ علم اقدس و علم ہر چوپایہ دونوں بعض کو متغایر مان کر حکم بہ علم غیب کے بارہ میں پھر دونوں کو مساوی کر دیا کہ علیت حکم میں علم اقدس اور معاذ اللہ علم چوپایہ دونوں مشترک و یکساں ہیں۔ اس کے نزدیک شرع فرق معتبر رکھتی تو دونوں کو یکساں کیسے مانتا۔ علم اقدس کے علت مدح ہونے سے علم ہر چوپایہ کی علیت کیونکر جاتا۔

وما هو علی الغیب بضنین۔

ہمارا محبوب غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ ہمارا محبوب غیب کی تعلیم میں متہم نہیں کہئے آپ کے کسی پاگل یا جانور کی بھی ایسی مدح فرمائی کہئے شرع نے فرق معتبر مانا یا نہیں۔

۲۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ

اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو کہئے آپ کے کسی پاگل یا جانور کا بھی استثنا فرمایا۔

۳۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اللہ۔

اس لیے نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں اپنے غیب پر مطلع فرمادے۔ ہاں اللہ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ کہئے آپ کے کسی پاگل یا جانور کو بھی ہاں فرمایا۔ کیا آپ کے پاگل اور جانور میں عام داخل نہیں۔

۴۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولئن سالتہم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیاتہ و رسولہ کنتم تستہزؤن لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔

اگر تم ان سے پوچھو تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی مشغلے اور کھیل میں تھے۔ تم فرما دو کیا اللہ اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ ابوبکر بن ابی شیبہ، استاذ امام بخاری ومسلم اپنے مصنف اور ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ اپنی اپنی تفاسیر میں امام اجل سیدنا مجاہد تلمیذ خاص عالم القرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،

انہ قال فی قولہ تعالیٰ ولئن سالتہم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب

قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ بالغیب۔

یعنی اس آیۂ کریمہ کی شان نزول یہ ہے کہ ایک منافق نے کہا تھا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں خبر دیتے ہیں کہ فلاں شخص کا ناقہ فلاں جنگل میں ہے۔ محمد[1] کو غیب کا کیا علم اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا:

کیا اللہ ورسول سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ تم اس کلام کہنے سے کافر ہو گئے۔ (دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۵ اور تفسیر در منثور امام جلال الدین سیوطی مطبع مصر جلد ۳ صفحہ ۲۵۴) تھانوی صاحب اور سب دیوبندی صاحبو اور سب وہابی صاحبو جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں کہا کہ ان کو غیب کا کیا علم۔ رسول کو کیا خبر۔ اس پر اللہ واحد قہار کا فتوائے تکفیر مبارک کبھی آپ کے کسی پاگل یا جانور کو ایسا کہنے پر بھی کافر تو کافر کچھ بھی برا کہا۔ کہئے شرع مطہر نے اس فرق جلیل کا کتنا عظیم اعتبار فرمایا۔ رسیلیا والا پہلے تو فرق ہی نہ مانتا تھا۔ اب ہمارے درجے مانا تو اسے بے اعتبار کر دیا۔ ہر طرح رہا کافر کا کافر ہی۔ کہیں تھانوی صاحب کتنا ٹھیک ہے۔

فائدہ: ذرا یہ بھی یاد رہے کہ بعینہٖ یہی لفظ ما یدریہ بالغیب یعنی رسول کو کیا خبر آپ کے امام جی اسمٰعیل دہلوی صاحب نے اپنی تقویۃ[2] الایمان میں لکھے ہیں۔ ان پر بھی اللہ عزوجل کا یہ فتویٰ کفر نازل ہوا یا نہیں۔

۵۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وعلمنہ من لدنا علما۔

خضر کو ہم نے اپنے پاس سے ایک علم دیا۔

تفسیر بیضاوی میں ہے:

---

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

[2] دیکھو تقویۃ الایمان فصل پنجم زیر حدیث لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

وهو علم الغيوب۔

وہ علم کہ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا وہ غیبوں کا علم ہے۔

۶۔ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے:

قال انك لن تستطيع معي صبرا۔

خضر نے موسیٰ سے کہا آپ میرے کاموں پر صبر نہ کر سکیں گے۔ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کے تحت میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے:

كان رجل يعلم علم الغيب قد علم ذٰلك۔

خضر یہ علم جانتے تھے ان کو یہ علم دیا گیا تھا۔

۷۔ اسی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا

لم تحط من علم الغيب بما اعلم۔

جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اسے محیط نہیں۔

۸۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں کتاب عقائد حضرت شیخ عبد اللہ شیرازی سے ہے،

نعتقد ان العبد ينقل في الاحوال يصير الى نعت الروحانية فيعلم الغيب۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علم غیب حاصل ہوتا ہے۔

۹۔ اسی میں اسی کتاب عقائد سے ہے:

يطلع العبد على حقائق الاشياء ويتجلى له الغيب وغيب الغيب۔

نور ایمان کی قوت پر بڑھ کر بندہ حقائق اشیاء پر مطلع ہوتا ہے۔ اور اس پر غیب تو غیب، غیب کا بھی غیب روشن ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ امام شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں:

للمجتهدين القدم الراسخ في علوم الغيب۔

علم غیب میں آئمہ مجتہدین کا قدم مضبوط ہے۔

کہئے علم غیب کا حکم صحیح ہوا یا نہیں۔ کہئے فرق معتبر ہوا یا نہیں۔ کہئے خود قرآن عظیم نے آپ پر فتویٰ کفر دیا یا نہیں۔ کہئے اللہ واحد قہار کا فتویٰ بھی آپ کو قبول ہے یا نہیں۔ کیا اللہ عزّ وجل کو بھی کہہ دیجئے گا کہ حسام الحرمین کے مفتیوں کی طرح وہ بھی ہمارا مطلب نہ سمجھا اور ناحق کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔

تنبیہ: تھانوی صاحب یہ مباحث جلیلہ جو یہاں طے ہو لیے کہ بحث خود میں ہے نہ کہ صرف اطلاق لفظ میں اور یہ کہ اطلاق لفظ سے منع ہو تو صرف بربنائے ایہام وہ یہ دلیل نہیں، دلیل اوّل ہے۔ یہ دلیل ابطال منشاء حکم کر رہی ہے نہ کہ ایک لفظی حکم کا بیان۔ اور یہ کہ خفض الایمان کی دو شقّی میں تیسرا احتمال کسی طرح نہیں سماتا بلکہ اس کا صریح مخالف ہے اور یہ کہ بفرض باطل اگر وہ تیسرا بھی لیجئے تو اس کا حاصل یہ کہ علوم عظیمہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوئے شرعاً محض بے قدر ہیں۔ اس قابل نہیں کہ ان کے سبب علم غیب کا حکم ذات مقدسہ پر صحیح ہو۔ یہ سب مباحث یاد رکھنا کہ ان طیبہ و طیبیہ کی دسویں کیاوی میں پھر ان کے اعادہ کی حاجت نہ ہو۔ ذی روحوں میں سب سے ارذل جانور ہیں اور جانوروں میں ایک نہایت رذیل و مسکین بار بر ہے جو حماقت میں ضرب المثل ہے۔ پھر بھی جب کسی بد خصلت پر بہت سے ڈنڈے کھا لیتا ہے اسے نہیں یاد رکھتا اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔ ان طیبہ و طیبہ سے کہئے کہ آدمی صورت ہو کر ایک بدتر حالت میں نہ ہوں۔ اگرچہ ہے یہی کہ بل هم اضل سبيلا۔

تنبیہ: اس کے بعد مسماۃ لبط البنان نے مسئلہ غیب کی نسبت چند سطروں میں کچھ ریزش کی ہے اس کا جواب باذن الوہاب[1] مستقل رسالہ سے سنئے گا۔ مجھے تو یہاں رسلیا والے کے کفر سے بحث ہے۔

سوال چہلم: جناب تھانوی اس تمام خرابی بصرہ کے بعد ان دونوں طیبہ و طیبہ کی سب سے پچھلی سب سے بدتر دسویں کیاوی بربادی ہٹ دھرمی، شوخ چشمی، ڈھٹائی، بے حیائی ملاحظہ

---

[1] الحمد للہ وہ رسالہ بھی تیار ہے۔ ادخال السنان الی حنک الحلقی لبط البنان نام ہے مطبع اہل سنت بریلی سے اسی زمانہ میں چھپ کر شائع ہوا۔

کیجئے کہ خبثا اپنے کفر میں اگلے دو ایک علماء کو بھی سانا چاہتے بلکہ سانتے ہیں۔ کافر کفر و اسلام کا فرق کیا جانیں مسلمانوں کو بھی اپنا سا جانتے ہیں۔ رسلیا والے کی مسماۃ لبسط البنان اپنی نیڑتی بہار میں یوں کھلکھلاتی ہے:

شرح مواقف کے موقف سادس مرصد اول مقصد اول میں فلاسفہ کے جواب میں ہے:

قلنا ما ذکرتم مردود و بوجوہ اذ الاطلاع علی جمیع المغیبات لا یجب للنبی اتفاقا منا و منکم ولهذا قال سید الانبیاء ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء والبعض ای الاطلاع علی البعض لا یختص به ای بالنبی۔

انصاف درکار ہے۔ کیا لا یختص کا وہی مفہوم نہیں جو عبارت حفظ الایمان کا ہے اور حاشیہ پر بولتی ہے۔ اس عبارت سے بھی اصرح حاشیہ مطالع الانظار شرح طوالع الانوار للبیضاوی رحمہ اللہ کی عبارت ذیل جو صفحہ ٤٠٠ طبع استنبول و صفحہ ١٩٩ طبع مصر میں ہے:

فذهب الحکماء الی ان النبی من کان مختصا بخواص ثلث الاولی ان یکون مطلعا علی الغیب بصفاء جوهر نفسه وشدة اتصاله بالمبادی العالیة من غیر سابقة کسب وتعلیم وتعلم (الی قوله) وقد اورد علی هذا بانهم ان ارادوا بالاطلاع الاطلاع علی جمیع الغائبات فهو لیس بشرط فی کون الشخص نبیا بالاتفاق وان ارادوا به الاطلاع علی بعضها فلا یکون ذلك خاصة للنبی اذ ما من احد الا ویجوز ان یطلع علی بعض الغائبات من دون سابقة تعلیم وتعلم وایضا النفوس البشریة کلها متحدة بالنوع فلا تختلف حقیقتها بالصفاء والکدر فما جاز ان یکون لبعض اخر فلا یکون الاطلاع خاصة للنبی اھ۔

یعینہٖ اسی طرح ولید پلید کہتا ہے و فقط خفض الایمان کی جگہ اس کی بہن اپنی رسلیا خبط الشیطان کا نام لیتا ہے۔ کیوں جناب تھانوی صاحب جس طرح پلید خفض الایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو پاگل چوپائے کے علم سے ملانے والا

ان عبارتوں کو محض منہ زوری سے اپنی سند بناتا اور اپنا کفران دو عالموں پر تھوپا چاہتا ہے اسی طرح ولید خبط الشیطان والا اللہ عزوجل کی مسبئیت کو ہر کنگر کہار کی مسبئیت سے ملانے والا کیا ان دونوں کتابوں کو یونہی بزور زبان اپنی سند بتا کر اپنا کفران پر نہیں تھوپ سکتا۔ دونوں میں وجہ فرق کیا ہے۔

سوال جہل وخیم: جناب تھانوی صاحب ہم آپ سے بعض مسائل شرعیہ دریافت کریں۔ ذرا آنکھیں کھول کر ہوش میں آکر ان کا جواب دیجئے۔ اہل علم پر تو بعون اللہ العزیز المقتدر اسی قدر سے ان دونوں پلید و پلیدہ کی کیادی بربادی واضح ہو جائے گی۔ اس کے بعد بحولہ تعالیٰ مسماۃ لبسط البنان کے خاص مغالطہ کھونے پر اتریں تمام اہل فہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے سمجھ لیں گے کہ مسماۃ ملعونہ نے کیسی ڈھٹائی برتی۔ اسی ضمن میں بفضلہٖ تعالیٰ رسلیا والے کی تحریف تبدیل عبارتوں قطع برید ظاہر کریں۔ جس سے بعونہٖ تعالیٰ ہر بچہ بلکہ آپ کے یہاں کا ہر پاگل ہر جانور بھی آنکھوں دیکھ لے گا کہ مسماۃ لبسط البنان کتنی پکی حرافہ بے ایمان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ المستعان ہاں جناب۔

١۔ اللہ عزوجل پر لفظ معبود کا اطلاق قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا مشہور میں کہیں آیا ہے۔

٢۔ اگر حدیث احاد میں کہیں ہے تو وہ حدیث صحیح یا ضعیف کیسی ہے۔

٣۔ اللہ عزوجل کے اسماء توقیفی ہیں یا نہیں۔

٤۔ عَبَد بالتحریک بمعنی غضب و انکار ہے یا نہیں قاموس دیکھ کر بولیئے تو عابد بمعنی غضب و انکار کنندہ اور معبود بمعنی مغضوب و منکر ہوا یا نہیں؟

٥۔ اگر بزعم خود ان وجوہ پر کوئی شخص اس کا اطلاق ممنوع مانے۔ حالانکہ اللہ عزوجل کے الٰہ حق ہونے پر قطعی ایمان رکھتا ہے تو کیا وہ صرف اس لفظی فرعی بحث کے باعث کافر یا توہین کنندہ رب العزۃ یا بد دین ہو جائے گا۔ اس پر جو اعتراض ہوگا وہ علمی بحث ہوگی۔ جیسی کسی عالمانہ غلطی یا لغزش پر ہوتی ہے یا نوبت تا بحکم کفر و بد دینی پہنچے گی۔ حالانکہ اس کا کلام بوجہ عدم توقیف یا ایہام معنی سخیف صرف اطلاق لفظ

میں ایک فقہی طرز پر ہے۔ حقیقت معنی کا قطعاً معتقد و مقر ہے۔ کیا فقہا میں ایسے اختلاف نہیں ہوتے۔ کیا ان میں ایک فریق کی تکفیر و تضلیل کی جاتی ہے۔

سوال چہل و دوم: لیکن ولید پلید اس پر یوں انکار کرے کہ اللہ کی ذات مقدسہ پر معبودیت کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول حمید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد معبود کل ہے یعنی ہر شخص جس کی عبادت کرتا ہو تو یہ تو بداہتہً نہیں۔ کروروں آدمی اور جن اسے نہیں پوجتے۔

وما انتم عبدون ما اعبد۔

بلکہ ہزاروں وہ ہیں کہ پوجنا درکنار اسے مانتے ہی نہیں اور معبود بعض مراد ہے کہ کوئی شخص جسے پوجتا ہو تو اس میں اللہ کی کیا تخصیص۔ ایسا معبود تو ہر بت، پتھر اور پیڑ یہاں تک کہ مہادیو کا لنگ بھی ہے۔ ان میں اور اللہ میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے تو اس ولید ملعون نے اللہ عزوجل کی توہین کی یا نہیں؟

۲۔ اس کی ناپاک تقریر سے معبودیت اللہ تعالیٰ کی نفی کرتی ہے یا فقط اطلاق میں ایہام بتاتی ہے

۳۔ اس کا یہ عذر کہ میری بحث تو صرف اطلاق لفظ میں ہے صریح بے ایمانی ہے یا نہیں۔

۴۔ اطلاق لفظ پر بحث میں عدم توقیف یا ایہام کا ذکر ہوتا۔ اس تقریر کی اس میں کیا گنجائش تو اسے اس پر ڈھالنا اس تمام تقریر کو اڑا دینا اور گفتہ کو ناگفتہ ٹھہرا دینا ہے یا نہیں۔ یوں ہر کافر اپنے آپ کو مسلمان گھڑ سکتا ہے یا نہیں؟

۵۔ یہ تو نفس عبارت و مطلب کی صریح مباینت ہے جس کے باعث اس تقریر کفر تحریر کو اس اطلاق لفظ کی بحث فقہی بتانا کسی کچے پاگل یا پکے مکار بے ایمان کے سوا دوسرے سے معقول نہ تھا۔ مگر جب کہ وہ اطلاق لفظ کی بحث پہلے لکھ کر یہ تقریر جدا لکھے اور خود مقر ہو کہ یہ میری دوسری دلیل ہے۔ اس کے بعد اسے پہلی کی طرف ڈھالے تو آپ اس کے لیے پاگل یا مکار بے ایمان سے بڑھ کر کوئی خطاب تجویز فرمائیں گے یا اسی قدر پر قناعت کریں گے۔

۶۔ اسی کا دوسرا پہلو خیر یہ تو ولید پلید کے کرتک تھے۔ اب اس کا بڑا اچھا شریدِ خریر کہ اصل مناط معبودیت یعنی وجوب وجود و خالقیت کل کا منکر ہے۔ یوں کہے کہ لوگ جس کی عبادت کر لیں وہی خدا ہے اس پر حمید کہے کذاب تو جھوٹا ہے۔ خدا کے ہرگز یہ معنی نہیں۔ سب لوگوں کا عبادت پر متفق ہونا تو بالاتفاق شرط الوہیت نہیں اور بعض تو ہر بت اور پتھر اور پیڑ اور لنگ تک کو پوجتے ہیں تو ترے طور پر یہ سب خدا ہو جائیں گے۔ اس صورت میں حمید نے حق کہا یا نہیں اور معاذ اللہ حمید نے توہین کی یا شرید شریر نے جو توہین کی تھی اس کا رد کیا۔

۷۔ اگر مسلمانوں کے ڈر سے حق بول دو کہ ہاں پہلی صورت میں ولید نے توہین الٰہ کی اور کافر ہوا اور دوسری صورت میں حمید نے حق کہا اور توہین کا رد کیا تو اب وجہ فرق بتانا ضرور ہے۔ ولید و حمید دونوں کی بات تو ان دونوں کو ایسی ہی ایک معلوم ہوگی۔ جیسی حفظ الایمان اور شروح مواقف و مطالع کی کہ دونوں نے عبادت کل کی نفی کی اور عبادت بعض کو اللہ سے خاص نہ جانا تو آپ کے نزدیک دونوں ایک ہی بات کہہ رہے ہیں۔ لاتخص کا مفہوم دونوں میں مشترک ہے۔

سوال چہل و سوم: آپ اپنا مبلغ علم دنیا ہی میں دیکھئے۔ بادشاہ وقت کہ ملک چند اقلیم و ممالک متعدد و تخت و دیہیم ہو کئی سلطنتیں اس کے زیر حکم ہوں۔ رعایا اسے سلطان قاہر کے لقب سے تعبیر کریں۔

۱۔ اس پر طاغی کہے اس سے مراد کل عالم پر تسلط ہے تو یہ بداہتہً غلط ہے۔ کل زمین اس کی سلطنت میں نہیں۔ اور بعض حصہ زمین پر تسلط مراد تو اس میں بادشاہ وقت کی تخصیص کیا ہے ایسا تسلط تو ہر نواب ہر راجہ بلکہ ہر چھوٹے سے زمیندار بلکہ اپنے گھر بھر پر بھنگی چمار کو ہوتا ہے اس بادشاہ اور بھنگی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ وہ بادشاہ کی سلطنت قاہرہ کا منکر اور ہر بھنگی چمار سے اسے ملا کر اس کی توہین کرنے والا ہوا یا نہیں۔

۲۔ باغی کہ اصل مناط یعنی مالکیت تاج و تخت و فوج و نگیں وغیرہ خسروانہ حکم نافذ لغیر معین سے منکر ہے۔ یوں کہے کہ جو کوئی بھی زمین میں تسلط رکھتے ہوں سب سلطان قاہر ہیں۔ اس لقب و خطاب کے لیے اسی قدر درکار ہے۔ اس پر کوئی نائب سلطنت کہے کہ بے ادب تو جھوٹا ہے۔ زمین میں نرے تسلط سے کیا کام چلتا ہے۔ کل زمین پر تسلط تو بالاتفاق مراد نہیں

اور بعض پر تسلط میں بادشاہ کی کیا تخصیص ہے۔ یہ تو ہر نواب راجہ ملکہ، ہر زمیندار بلکہ اپنے گھر پر ہر جنگی چمار کو ہے۔ تو تیرے طور پر سب سلطان قاہر کہلانے کے لائق ہو جائیں

کیا اس صورت میں نائب سلطنت نے بادشاہ کی توہین کی یا اس کی عظمت جتائی اور باغی نے جو اس کی سلطنت قاہرہ کی بے قدری کی تھی اس کی تقبیح و تہجین کی۔

۳۔ اگر بادشاہِ وقت کے ڈر سے حق بول دو کہ بے شک پہلی صورت میں اس طاغی نے توہین بادشاہ کی اور دوسری میں نائب سلطنت نے حق کہا اور باغی نے جو توہین کی تھی اس کا رد کیا تو دونوں کے کلام میں فرق بتائیے۔ آپ کے طور پر تو اس طاغی اور نائب سلطنت دونوں کی بات ایک سی ہے۔ دونوں نے تسلط کل زمین کی نفی کی اور تسلط بعض حصۂ زمین کی بادشاہ سے خصوصیت منافی۔ پھر کیا وجہ کہ طاغی تو بادشاہ کی توہین کرنے والا ٹھہرا اور نائب سلطنت اس کی توہین کا رد کرنے اور عظمت کا قائم رکھنے والا ہوا۔

تھانوی صاحب اب بھی آپ کو دن میں سورج سوجھا یا نہیں۔ جو فرق ان مثالوں میں بتاؤ گے وہی ظاہر کر دے گا کہ یوں حفظ الایمان والا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت عظیمہ سے طاغی اور حضور کی صریح شدید قطعی یقینی توہین کرنے والا ہوا۔ اور شارحان مواقف و طوالع نائبان سلطنت نبوت نے اس کم قدری کو کہ باغی فلاسفہ نے کی تھی۔ رد کیا اور اس کی عظمت جلیلہ کا ثبوت دیا۔

سوال چہل و چہارم: میں جانتا ہوں کہ جناب کو اتنی عقل بھی نہ دی گئی کہ واضح و روشن مثالوں کے بعد بھی مطلب سمجھ سکو۔ جب تک اصل منشاء غلط پر صریح تنبیہات سے نفس مقام پر اس کی تطبیق دکھا کر چندی نہ کر دی جائے۔ پھر بھی جناب کا سمجھ لینا اگرچہ از قبیل خرق عادت ضرور ہے، مگر ایک احتمال بعید عقلی تو ہے لہذا بتائیے کہ:

۱۔ جناب کے نزدیک عرفی تعریف یعنی مدح اور فلسفی تعریف یعنی حد یا رسم میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ یعنی معرف مذکور (کہ عبارات آئندہ میں لفظ تعریف سے ہم اسی کو مراد لیں گے) معرف کا مساوی ہونا لازم ہے یا نہیں۔ معرف اس پر اور وہ معرف پر مقصود ہوتا ہے یا نہیں۔ جہاں وہ پایا جائے معرف خواہی نخواہی وہاں موجود ہوگا یا نہیں۔

۲۔ معرف سے اس کا اجلی و اظہر ہونا ضرور ہے یا نہیں؟

۳۔ وہ تمیز کے لیے ہوتا ہے یا ابہام کے لیے؟

۴۔ معنی مبہم نامتعین کا اس میں ارادہ باطل ہے یا نہیں!

سوال چہل و پنجم: مطلق کی دونوں طرفیں ادنیٰ و اعلیٰ خود متعین اور اوساط مبہم و محتمل ہیں یا نہیں۔ مثلاً علم یا اطلاع اگر اس سے متعلق علم مراد لیجیے یعنی کسی شے کا علم اگرچہ ایک ہی کا ہو۔ اگرچہ وہ چیز ادنی درجے کی ہو تو سب سے کمتر درجہ کی ہے اور اگر علم مطلق مراد ہو یعنی جمیع معلومات کا علم اس طرح کہ کوئی شے اس سے خارج نہ رہے تو یہ سب سے برتر درجہ ہے۔ یہ تو دونوں متعین ہیں۔ مگر وسط یعنی کمتر سے زائد اور برتر سے کم اس میں لاکھوں بلکہ غیر متناہی مراتب ہیں کہ دو چیز کا علم ہو، دس کا، سو کا، ہزار کا، لاکھ کا الی غیر ذلک۔ تمام مراتب اعداد یہاں محتمل ہیں۔ آیا ایسا ہے یا نہیں!

۲۔ علما نے جابجا مطلق کو ادنیٰ یا اعلیٰ پر حمل کے سوا اوساط پر حمل کو اسی عدم تعین کی بنا پر کہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی۔ رد فرمایا ہے یا نہیں؟

سوال چہل و ششم: ۱۔ کیا وصف مدح کے لیے اسی قدر بس ہے کہ فی نفسہ ایک شرف والی بات ہو اگرچہ عام مبتذل اور ہر کس و ناکس کو شامل ہو۔ مثلاً تھانوی صاحب کی کوئی یہ مدح کرے کہ ؎

چشماں تو زیر ابروانند　　　دنداں تو جملہ در دہانند
نے جبہ مو چو خرس در بر　　　نے دم بہ سرین نہ شاخ بر سر

تو کیا اسے مدح سمجھا جائے گا یا تمسخر و استہزا حالانکہ بجائے خود ضروریہ اوصاف حسن ہیں کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کی خبر دیتے ہیں۔

۲۔ یا یہ لازم کہ وہ ممدوح ہی سے خاص ہو۔ اس کے غیر میں اصلا نہ پایا جائے۔ قرآن کریم نے ہمارے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا:

محمد رسول اللہ۔ اور فرمایا:

یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین۔

اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت فرمایا:

ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا وانہ فی الاٰخرۃ لمن الصلحین۔

کیا رسالت صرف ہمارے حضور اور صلاح صرف سیدنا ابراہیم کے ساتھ خاص ہے۔ ان کے سوا نہ کوئی رسول نہ صالح۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم۔

۳۔ وہ ممدوح پر مقصور نہ سہی کیا یہ ضرور ہے کہ ممدوح اس پر مقصور ہو۔ یعنی اس کے سوا ممدوح میں کوئی وصف کمال ہے ہی نہیں۔ کیا کسی معظم کی ثنا دو وصفوں سے ممکن نہیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سوائے رسالت اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں سوائے صلاح کوئی خوبی نہیں۔

۴۔ قصر جانبین سے نہ سہی۔ کیا یہ ضرور ہے کہ وہ جامع جملہ اوصاف ممدوح ہو ایک اسی کے کہنے میں جملہ صفات ممدوح آجاتے ہیں۔ کیا وصف رسالت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جملہ کمالات اور وصف صلاح سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ فضائل کو شامل ہے۔ ایسا ہو تو جتنے رسول ہیں سب جملہ کمالات محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ سے متصف ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کوئی فضیلت خاصہ نہ رہے۔ جتنے صالحین ہیں سب تمام فضائل خلیل الرحمٰن صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے موصوف ہوں۔ کیا یہ آپ کے نزدیک حق ہے۔

۴/۱۔ کیا اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کہے کہ جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے ان کو بخشے ہیں۔ وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام خصائص جلیلہ کا منکر ہوگا یا نہیں۔ کیا وہ خصوص آیات قرآنیہ واحادیث متواترۃ المعنی واجماع ائمہ سلف وخلف کا مخاطب ہوگا یا نہیں۔ کیا آپ اسے گمراہ بددین ضال مضل نہ کہیں گے۔

۴/۲۔ اور اگر وہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد اور حضور کی مراد یہی بتائے کہ جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں۔ وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کیا یا نہیں۔ وہ حدیث متواتر

من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار کا مورد ہو کر مستحق عذاب نار وغضب جبار ہوا یا نہیں۔

۵۔ شمول جملہ اوصاف ممدوح بھی نہ سہی۔ کیا اس کا اعظم اوصاف ممدوح ہونا ضرور ہے کہ اور جتنے اوصاف ہیں سب اس سے نیچے ہوں۔ کیا اوصاف مدح میں عظیم واعظم نہیں ہوتے کیا عظیم سے بھی مدح جائز ہے یا صرف اعظم سے۔ کیا کسی معظم کی ثنا میں دو وصفوں کا ذکر ناممکن ہے۔ کیا وصف صلاح سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعظم اوصاف ہے۔ صدیق ہونا، نبی مرسل صاحب شریعت ہونا، مرسلین میں خمس کرام اولو العزم سے ہونا، خلیل الرحمٰن عز جلالہ ہونا کیا وصف صلاح ان سب سے اعظم ہے!

۵/۱۔ قرآن عظیم نے جو منعم علیہم کے چار گروہ بیان فرمائے:

من النبیین والصدیقین والشھداء والصلحین۔

ان میں ایک وصف دوسرے سے اعظم ہے یا نہیں۔ یہ تو اسی ترتیب پر کہ قرآن عظیم نے فرمائی یا اس کے خلاف۔

۵/۲۔ کیا ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب سے اعظم وصف رسالت ہے؟

۵/۳۔ اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں وہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص ترا وصاف عظیمہ کا منکر ہوگا یا نہیں؟

۵/۴۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں ایسا فرمایا ہے۔ اگر فرمایا ہو تو نشان دیجئے ورنہ حضور کی طرف اس کی نسبت کرنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا اور بحکم حدیث مذکور استحقاق نار وغضب خدا ہے یا نہیں۔

۶۔ یہ بھی نہ سہی۔ کیا یہ ضرور ہے کہ وہ وصف اپنی غایت اقصیٰ نہایت اعلیٰ پر ممدوح میں پایا جائے۔ اگر اس سے زیادہ ممکن ہوئی تو اس کی مدح اس سے نہ کر سکیں گے۔ کیا اللہ عزوجل نے علم وسمع وبصر وقدرت سے اپنے عباد مرسلین کی مدح نہ فرمائی۔ کیا اللہ عزوجل کے علم وسمع وبصر وقدرت ان سے زائد نہیں۔

۷۔ تناہی فی المقدار ضرور نہ سہی۔ کیا یہ لازم ہے کہ جس وصف سے ہم مدح کریں اس کی

مقدار ہم کو معلوم ہو ورنہ مدح نہ ہو سکے گی۔ کیا ابہام مدح کے لیے بھی ایسا ہی مضر ہے جیسا تعریف خلق کیلیے کیا بلغا نہایت مدح میں خود قصداً ابہام نہیں کرتے اور اسے ابلغ و ادخل فی المدح نہیں جانتے کیا رب عزوجل کا مدح حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرمانا فاوحی الی عبدہ ما اوحی کمال مدح نہیں۔ کیا اس کا مدح والا کے ارشاد انک لعلی خلق عظیم میں خلق کو نکرہ لانا مفید تعظیم نہیں۔

۲ـ مسماۃ لبسط البنان نے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع اور حضور کے علوم غیب کو کہا ہے۔ وافرہ عظیمہ جو دوسروں کو حاصل نہیں یہ اقرارات اول سے ہیں یا صرف مسلمانوں کے دکھاوے کو۔ یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم۔

۳ـ اگر خدا کا ڈر اس پر یہ اقرارات دل سے بنائے تو کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ علوم عالیہ شریفہ وافرہ عظیمہ خاصہ قابل مدح ہیں یا نہیں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

۴ـ اگر قابل مدح ہیں اور ان سے حضور کی مدح صحیح وحق ہے تو کیا آپ ان کی مقدار معین کر سکتے ہیں کہ کتنے علوم غیب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہیں۔

۵ـ ائمہ کرام مثل امام قاضی عیاض و امام احمد قسطلانی وغیرہما اکابر قدست اسرارہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب کی نسبت فرمایا:

بحر لا یدرک قعرہ

ایک سمندر ہے جس کی تہ معلوم نہیں اور علی قاری نے فرمایا:

علمھما انما یکون سطرا من سطور علمہ ونھرا من بحور علمہ۔

تمام لوح وقلم کے علم جن میں سب ما کان وما یکون داخل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب علم سے ایک سطر اور علم حضور کے سمندروں سے ایک نہر ہیں۔ اور اس قسم کے صدہا کلمات علمائے کرام ہیں۔ یہ واقعی ہیں یا آپ کے دھرم میں یونہی خوشامد سے لکھ دیے ہیں۔ اگر واقعی ہیں تو یہ ابہام عظیم اور ادخل فی المدح

ہے کہ اس فضل عظیم کی مقدار تک عقول دیگراں کی رسائی نہیں۔ یا ابہام منافی و نافی مدح تنبیہ پھر سوچا کے دیتا ہوں کہ ان سوالات میں متعدد نمبر خصوصاً ۴ ۴ میں ایک ایک نمبر کے تحت میں کئی کئی نمبر ہیں۔ جناب تھانوی صاحب براہ عنایت فرمائی۔ ہر سوال وہر نمبر کا جدا جدا جواب دیں۔ اڑان گھائی کی نہیں بدی۔

سوال چہل وہفتم: ہر کلام کی صحت کا جو مناط ہو اسے صحیح نہ مانے وہ اس مناط کا منکر ہوگا یا مناط صحت مان کر صحت نہ مانے گا۔ بر تقدیر اول منکر کا انکار اسی مناط کا انکار بتائے گا یا کسی دوسرے مناط کا۔ ذرا سمجھ کر بولنا۔

سوال چہل وہشتم: بارگاہ سلطانی میں قرب خاص کا ایک مرتبہ جلیلہ عظیمہ ہو کہ کوئی شخص اپنے کسی جدوجہد کے سبب اس تک نہ پہنچ سکے۔ اس کا حصول محض فضل و عطائے سلطان پر موقوف ہو۔ سلطان جلیل الشان اپنے بعض محبوبان خاص ارکین سلطنت معظمان مملکت کو اپنے فضل سے اس رتبہ جلیلہ پر ممتاز فرمائے۔ بعض بے ادب باغی کہ فضل وعطائے سلطانی سے منکر ہیں۔ اس مرتبہ جلیلہ کو اس سے بہت کم درجہ کے اوصاف پر ڈھالیں۔ اور تصریح کریں کہ وہ مرتبہ بس ان اوصاف نازلہ کا نام ہے تاکہ ان معظمین کا اختصاص زائل اور سلطان کا فضل خاص منفی وباطل ہو اور وہ اوصاف ایسے ہوں جنہیں خود کہتے ہوں کہ ذلیل وخسیس افراد میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور ان معظمین کرام کے لیے ان میں بھی کوئی حد امتیاز وانقطاع شرکت اراذل کی نہ باندھ سکیں۔ بلکہ یونہی مہمل ومجمل چھوڑیں۔ جو ان ذلیلوں کو بھی شامل ہو سکے تو کیا انہوں نے اس مرتبہ جلیلہ عظیمہ کی صریح توہین کی یا نہیں؟

۲ـ مرتبہ عظیمہ خاصہ ممتازہ ناقابل شرکت اغیار کو اس سے کم درجہ کے اوصاف مشترکہ پر ڈھالنا اس مرتبہ کی تنقیص ہے یا نہیں؟

۳ـ یہی تنقیص درکنار خود ان اوصاف میں ہر کس وناکس کی شرکت ماننا اس فضل جلیل کو مبتذل وذلیل کر دینا ہے یا نہیں؟

۴ـ کیا خادمان سلطنت ان سے نہ کہیں گے کہ گستاخ مسخرو جب تم نے وہ مرتبہ جلیلہ

فقط ان اوصاف کا نام رکھا اور اس کے اصل مناط یعنی فضل و اختصاص بارگاہ سلطانی سے انکار کر دیا اور خود کہتے ہو کہ یہ اوصاف ناقصوں قاصروں بلکہ ذلیلوں کمینوں میں بھی پائے جاتے ہیں تو تمہارے طور پر یہ سب ذلیل بھی اس فضل جلیل سے متصف ٹھہرے اور معاذ اللہ ان میں اور ان معظمین کرام میں کوئی وجہ امتیاز نہ رہی کیسے ان مسخروں بے ادبوں پر یہ اعتراض حق ہے یا نہیں؟

۵۔ کیسے اس مرتبہ جلیلہ کی توہین ان بے ادب گستاخوں نے کی یا ان خدام سلطنت نے جنہوں نے ان کے کلام گستاخی کی شناعت ظاہر کی۔ گستاخ کی گستاخی جتانے والا معاذ اللہ خود گستاخی کرتا ہے یا گستاخی کارد۔

سوال چہل و نہم: معظمین کرام اراکین سلطنت کے بعض اوصاف عظیمہ ایسے ہوں کہ ان کی طرف اعلیٰ حضرت سلطانی سے خاص ہے اور طرف ادنیٰ ہر کس و ناکس میں موجود مگر یہ معظمین اس کی ایسی جلیل عظیم مقدار سے متصف و مخصوص ہوں۔ جس کے سبب وہ اوصاف بھی ان کے دامن فضائل کے طراز اور نظر رعایا و خود نگاہ سلطانی میں ان کیلئے وجہ امتیاز ہوں۔ خدام سلطنت اراکین کرام کی ان اوصاف سے مدح کریں تو یہ مدح صحیح و برمحل ہے یا نہیں!

۲۔ طرف اعلیٰ کو تو رعیت سلطانی کا ہر متنفس جانتا ہے کہ خاص بحضرت سلطان ہے۔ اس کا ارادہ ورکنار مدح اراکین میں اس کی طرف ذہن اسی کا جائے گا۔ جو حقیقۃً سلطان سے باغی اور اس کی سلطنت میں اوروں کو شریک کرنے کی دھن میں ہو۔ رہی طرف ادنیٰ کہ ہر کس و ناکس میں موجود وہ کسی پکّے بے خبر یا کچے پاگل کے سوا مقام مدح اکابر میں ملحوظ نہیں ہو سکتی۔ اب اگر کوئی بے ادب بدلگام دریدہ دہن نمک حرام اس مدح اکابر کرام پر یوں منہ آئے کہ یہ مدح غلط و باطل ہے اس وصف کا حکم ان اکابر پر صحیح نہیں کہ وہ بروجہ کامل صرف حضرت سلطانی سے خاص اور غیر کامل میں ان اراکین سلطنت کی کیا خصوصیت۔ ایسا تو ہر ذلیل و خسیس میں موجود ہے۔ ان میں اور ان کمینوں میں فرق کیا ہے۔ کیا یہ سرکش باغی و طاغی اور عداوت اراکین سلطنت کا داغی

ہوا یا نہیں؟

۳۔ اراکین کرام کی اس مدح جلیل کا باطل کرنے والا ہوا یا نہیں۔ ان پر اس فضیلت کے حکم کو اس نے غیر صحیح کہہ کر نفس فضیلت کا ابطال کیا یا نہیں۔

۴۔ خدام سلطنت کا کلام مدح تھا اور مدح میں ہرگز کوئی ایسا متبذل وصف مراد نہیں ہو سکتا تو اس کا احتمال ان کے کلام میں تھا یا اس نے قصداً تحریف کر کے اس وصف جلیل کو اس متبذل و ذلیل پر ڈھالا۔

۵۔ معظمین کے وصف جلیل کو صفت ذلیل پر ڈھالنے والا اس وصف اور ان معظمین کی توہین کرتا ہے یا نہیں؟

سوال پنجاہم: تھانوی صاحب پلید و بلید کا ایمان تو معلوم مگر آخر کوئی دھرم رکھاتے ہیں ان سے اسی دھرم سے کہلوائیے کہ صورت اولیٰ مذکورہ سوال ۴۸ میں خدام سلطنت نے ان باغیوں کی گستاخی رد کی یا نہیں۔ کہ خود ان خبیثوں کے کلام میں توہین تھی اور صورت ثانیہ میں جو اس سوال ۴۹ میں ہے۔ کلام خدام سلطنت تعظیم اراکین تھا یا نہیں۔ اس باغی منکر نے اس مدح جلیل کو وصف ذلیل پر ڈھال کر خود گستاخی کی یا نہیں۔ کہ ان ادب والے مداحوں کے کلام میں توہین نہ تھی۔ اس نے اپنی طرف سے توہین ایجاد کی۔

۲۔ ان سے کہیئے دھرم سے کہیں صورت اولیٰ میں ان خدام سلطنت کا وہ رد توہین فرمانا کہ بے ایمانو! تمہارے طور پر اراکین کرام کی کچھ خصوصیت نہ رہی۔ وجہ امتیاز نہ رہی۔ صورت ثانیہ کے اس باغی طاغی کے لیے سند ہو سکتا ہے۔ جو عظیم جلیل تخصیص ماننے والے مداحوں کا رد کر کے خود کہتا ہے کہ اس میں ان اراکین کی کیا تخصیص۔ ایسا تو ہر ذلیل میں موجود ہے۔ اراکین اور کمینوں میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

۳۔ کیا اس طاغی کا کہنا کہ انکار تخصیص دونوں کے کلام میں ہے۔ اس کی صریح حرام زدگی نہیں۔ تھانوی صاحب بلید و پلید جہنم میں جائیں۔ کیا ملا ہیں کہ آپ بھی اس طاغی سے نہ کہیئے گا کہ او مردود وہ خود منکر تخصیص نہیں بلکہ ان بے ادب باغیوں

پر رد کرتے ہیں کہ نزد تمہارے طور پر تخصیص نہ رہی اور تو تو خود منکر تخصیص ہو۔ اور قائلان تخصیص یعنی مداحین ارا کین کا رد کیا اور اکابر عظام کو ذلیلان لیام سے ملا دیا۔ کیا اس سے نہ کہئے گا کہ مردود دیوانہ ہوا ہے۔ رد توہین کو سند توہین بناتا ہے۔ تیری مت کتنی گندی کیسے خبیث دیوبندی کہ تو اسلام کو کفر کیا چاہتا ہے۔ مسلمانوں پر اپنا کفر تھوپنا چاہتا ہے ؎

اخسیا کلب الشیطان ما اللخط فی الدیا

کیوں تھانوی صاحب یہ حق ہے یا نہیں ؎

تھانوی دین میں کہہ بھاگ خدا لگتی کچھ

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

سوال پنجاہ و یکم: جناب تھانوی صاحب کہئے اب بھی یہ ناپاک و لیمد پلید اور رسلیا والا بلید کچھ چھٹے یا نہیں۔ اس سے بڑھکر اور کیا ہندی کی چندی چاہیں گے۔ ان احمقوں سے ذرا پیے کر مرد کر آؤ تطبیق کرا لو (دیکھو سوال ۴۱) وہ سلطان جلیل البرہان رب العزت جل جلالہ ہے اور وہ مرتبہ جلیلہ کہ محض فضل و عطائے سلطانی ہے۔ رسالت و نبوت اور وہ ارا کین سلطنت معظمان مملکت جن کو سلطان نے اپنے فضل خاص سے اس مرتبہ جلیلہ پر ممتاز فرمایا۔ حضرات انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثنا اور وہ بے ادب باغی کہ فضل و عطائے سلطانی سے منکر ہو کر اس مرتبہ جلیلہ کو اوصاف نازلہ پر ڈھالتے ہیں۔ فلاسفہ ہیں۔ اور وہ خادمانِ سلطنت کہ ان بے ادبوں کی ان گستاخیوں کو ان پر مار رہے ہیں۔ یہ علماء۔ کیوں تھانوی صاحب بلید و پلید بجہنم ان جاہلوں کے کیا منہ لگیں۔ آپ تو پڑھے لکھے ہیں۔ ایک آدھ عالم کی کچھ صحبت اٹھائے ہوئے ہیں۔ دیکھئے تو اسی شرح مواقف میں اسی موقف اسی مرصد اسی مقصد ہاں ہاں اسی بحث میں جس میں سے ایک ٹکڑا یہ مسماۃ بسط البنان نقل کر لائی اور باقی اپنی مخفی جیب میں چھپائی۔

۱- شروع بحث مذکور میں یہ عبارت تو نہ تھی۔

النبی عند اھل الحق من الاشاعرۃ وغیرھم من الملیین من قال لہ

اللہ تعالیٰ ممن اصطفاہ من عبادہ ارسلتک او بلغھم عنی او نحو ذلک ولا یشترط فیہ شرط من الاحوال المکتسبۃ بالریاضات والمجاھدات ولا استعداد ذاتی کما تزعمہ الحکماء بل اللہ سبحنہ یختص برحمتہ من یشاء من عبادہ فالنبوۃ رحمۃ وموھبۃ متعلقۃ بالمشیئۃ فقط وھذا الذی ذھب الیہ اھل الحق بناء علی القول بالقادر المختار الذی یفعل ما یشاء ویختار ما یرید۔

کیوں تھانوی صاحب اس عبارت سے مسلمانوں اور فلسفیوں کا اصل منشاء نزاع کیسا واضح تھا کہ یہ مرتبہ جلیلہ ہمارے نزدیک محض فضل و عطا و وہب کبریا ہے جسے کوئی کسب و جہد سے کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا۔ بخلاف فلاسفہ کہ وہ خبیث اس سے منکر ہیں کیا اس میں صاف صریح نہ تھی کہ ہمارے ان کے اختلاف کا مبنیٰ یہ ہے کہ اللہ عزوجل ہمارے نزدیک قادر مختار ہے۔ جو چاہے کرے اور فلاسفہ اس سے کافر ہیں۔ کیوں تھانوی صاحب مسماۃ یہ سارا کلام کیسا ہضم کر گئی۔ جس سے کھلتا کہ فلاسفہ اصل مناط نبوت اور اس کے اختصاص بہ انبیائے حق کے منکر اور اسے کسبی مانتے ہیں۔ کہ ریاضت وغیرہ سے حاصل ہو سکتا ہے؟

۲- اسی کے متصل تھا: اما الفلاسفۃ فقالوا النبی من اجتمع فیہ خواص ثلاث۔ جس سے روشن تھا کہ یہاں فلاسفہ علوم غیب سے حضرات انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ نبی کی تعریف فلسفی جامع مانع بنانا چاہتے ہیں۔ جس سے ثابت کہ جس میں یہ تین باتیں پائی جائیں وہی نبی ہے۔ کہ باشد۔ کیوں تھانوی صاحب مسماۃ یہ دوسرا جملہ بھی کیسا ہضم کر گئی کہ فرق مبحث نہ کھلنے پائے۔

۳- اسی کے متصل ان تینوں باتوں سے جن کا اجتماع فلاسفہ کے نزدیک نبی ہو جانے کو بس ہے۔ پہلی بات کے بیان میں خود متن مواقف میں تھا:

احد ھا ان یکون لہ اطلاع علی المغیبات۔

جس میں لفظ اطلاع نکرہ تھا کہ قلیل و کثیر سب کو شامل جسے ایک ایک بات بھی گذشتہ

وآئندہ و موجود کی معلوم ہو جائے۔ اس پر صادق ہے کہ:

لہ اطلاع المغیبات الکائنۃ والماضیۃ والآتیۃ۔

کیوں تھانوی صاحب مقام، مقام تعریف ہے اور تعریف منافی ایہام اور مطلق اطلاع والاطلاع مطلق کے اندر اوساط غیر متناہی جن میں خاص مقدار کی تعیین پر نہ عبارت دال نہ اصلا کوئی دلیل کیا فلاسفہ یا ان کی طرف سے آپ برہان دے سکتے ہیں کہ دس یا سو یا ہزار یا لاکھ کتنی تعداد کے غیب جاننا نبی کو لازم اور اس کے غیر کو محال اور جب تعیین ناممکن اور بالفرض غلط ہوتی بھی تو ہرگز الفاظ تعریف میں اس سے تعرض نہیں تو محمل ممکن نہ رہا۔ مگر طرف ادنیٰ کہ مطلقاً بعض غیب پر اطلاع اگرچہ ایک ہی پر ہو یا طرف اعلیٰ کہ جمیع غیوب کا احاطۂ تامہ جس سے کچھ باہر نہ رہے اور ثانی خود فلاسفہ کے نزدیک نبی کے لیے ضرور نہیں تو قطعاً اول متعین رہا اور قول فلسفی کا حاصل یہ ٹھہرا کہ ایک غیب پر بھی اطلاع ہو جانا خاصۂ نبی ہے۔ کہ جس میں یہ بات پائی جائے وہ ضرور نبی ہے۔ تھانوی صاحب مسماۃ پر تمیرا بھی کیسا ہضم کر گئی۔ جس سے فلاسفہ پر اعتراض علماء کا منشاء کھلتا؟

۴۔ اسی کے متصل خود فلاسفہ حمقا سے اسی امر اول کے بیان میں منقول تھا۔

وکیف یستنکر ذلک الاطلاع فی حق النبی وقد یوجد ذلک فیمن قلت شواغلہ لریاضۃ او مرض او نوم فان ھولاء قد یطلعون علی مغیبات ویخبرون عنہا کما یشھد بہ التسامع والتجارب بحیث لا تبقی فیہ شبھۃ للمنصفین۔

جس سے ظاہر تھا کہ ان احمقوں نے اطلاع علی الغیب کو انبیاء سے خاص مان کر خود ہی یہ بھی کہہ دیا کہ غیر انبیاء ریاضت والے اور بیمار اور سوتے آدمی بھی غیبوں پر مطلع ہو جاتے اور غیب بتاتے ہیں۔ جس پر تجربے لیسے گواہ ہیں کہ انصاف والوں کو اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ تھانوی صاحب مسماۃ یہ چوتھا بھی ہضم کر گئی جو خاص منبع الزام فلاسفہ واعتراض علماء تھا۔ تھانوی صاحب اس حرافہ کے یہ قطع برید وں کے طومار دیکھتے جائیے۔

۵۔ اسی کے متصل وہ عبارت کہ قلنا ما ذکرتم مردود جو اس مردودہ نے نقل کی اور اس میں بھی ای بالنبی تک لے کر یہ جملہ کما اقررتم بہ حیث جوزتموہ للمرتاضین والمرضی والنائمین فلا یتمیز بہ النبی من غیرہ ہضم کر گئی جس نے واضح تھا کہ یہ نبی وغیر نبی میں امتیاز نہ رہنا فلاسفہ کے اس قول خبیث کی خباثت ہے جو الزاماً ان پر وارد کی گئی ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ حفظ الایمان والے کی طرح علماء خود نبی وغیر نبی میں فرق کے منکر ہوئے ہوں مسماۃ یہ پانچواں بھی نگل گئی۔

۶۔ اسی کے متصل فلاسفہ پر دوسرا اعتراض تھا کہ:

احالۃ ذلک الاطلاع علی اختلاف النفوس مع اتحادھا بالنوع کما ھو مذھبھم مشکل لان المساواۃ فی الماھیۃ توجب الاشتراک فی الاحکام والصفات واسناد الاختلاف الی احوال البدن مبنی علی القول بالموجب بالذات۔

مسماۃ یہ چھٹا بھی صاف اڑا گئی۔ جس سے اور بھی صریح روشن تر تھا کہ ان خبیثوں کی خباثت بروجہ الزام ان کے منہ پر ماری جا رہی ہے۔ کیوں تھانوی صاحب یہاں یہی کہہ دینا کہ علماء بطور خود کہہ رہے ہیں کہ جب نبی وغیر نبی کی ماہیت ایک ہے تو نبی اور ہر کافر کا سب صفتوں میں شریک ہونا واجب۔

کیوں تھانوی صاحب رسلیا والا اثر پایا تو نہ ہوگا۔ شرمائے تو جب کہ ایمان ہو جب ایمان نہیں حیا کہاں۔

۷۔ تھانوی صاحب رسلیا کی اندھی کھوپڑی کی شامت دیکھئے۔ شرح مواقف کی عبارت سے تو یہ دوسرا اعتراض الگ چٹ کر گئی مگر حاشیہ پر شرح طوالع کی عبارت لاتے وقت وہ اپنا چرتر بھول گئی اس کا دوسرا اعتراض بھی نقل کر لائی:

وایضا النفوس البشریۃ کلہا متحدۃ بالنوع فما جاز لبعض جاز للآخر فلا یکون الاطلاع خاصۃ للنبی۔

وہ تو اس پر گم ہو گئی کہ آہا نبی کا خاصہ اڑایا جاتا ہے تو حفظ الایمان کے گھاؤ میں

بتی ہو جائے گی کہ: کیا لا یختص کا وہی مفہوم نہیں جو عبارت حفظ الایمان کا ہے۔ اور یہ سمجھ نصیب دشمناں کہ علماء معاذ اللہ خاصہ انبیاء نہیں اڑاتے بلکہ فلاسفہ حمقا کو ان کے مذہب ناپاک پر نیچا دکھاتے ہیں اور خفض الایمان خود نبی کا خاصہ اڑاتی ہے۔ علماء فلسفی توہین کا رد کر رہے ہیں اور خفض الایمان آپ توہین بک رہی ہے۔ خیر یہ بات تو آئندہ کہنے کی تھی۔ جہاں سوال ۴۹ کی تطبیق کی جائے گی مگر سلسلۂ سخن اس تک پہنچا اور حق بحمد اللہ اہل حق پر واضح ہو ہی لیا۔ حال و استقبال یکساں ہے و للہ الحمد۔

۸۔ تھانوی صاحب حسام الحرمین شریف نے جو خفض الایمان اور اس کی ماں براہین قاطعہ اور اس کی خالہ تحذیر الناس کی عبارات کفریہ کو ذکر کیا اور ساری کتابیں اٹھا کر نہ دھر دیں اس پر آپ کے اذناب و حواری نے کیا کیا۔ عوعو کا جھوٹا غوغا ناواقف عوام کو دھوکے دینے کے لیے مچایا۔ دیوبند کی زمین سر پہ اٹھا کر قریٔ قوم لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح آسمان تک پہنچانی چاہی کہ ہے ہے آدھی لکھی ہے۔ ہے ہے پوری نہ لی۔ حالانکہ جتنی عبارت سے کفر متعلق ہے قطعاً پوری لے لی تھی۔ ساری کتاب نقل کر دینی کیا ضرور تھی خیر اس کی تفصیل تو القشم القاصم للداسم القاسم میں ملاحظہ ہو۔ مگر رسلیا کی فرمائیے کتنی کچی حرافہ بے ایمان ہے کہ خاص مقام سے بیان کے بیان ہضم اور بیچ میں سے تین حرف کا جملہ پکڑ لیا۔ کیا آپ ان ناپاک حرکتوں پر رسلیا پہ نہ تھوکیں گے۔ کیا اس سے نہ کہیے گا کہ ؎

شرم بادت از خدا و از رسول

مگر کیا فائدہ کہ رسلیا والا خدا اور رسول کو مانتا ہی نہیں۔ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

۹۔ مسماۃ نے قطع برید میں اپنے اسی چھکے پر بس نہ کی۔ شرح مواقف میں اسی کے متصل دوسرے خاصۂ خرق عادات کے رد میں فرمایا:

ظهور الامور العجيبة الخارقة للعادة لا يختص بالنبي كما اعترفتم به فكيف تميزه عن غيره۔

یہاں بھی فلاسفہ کے اعتراف سے ان پر ضرب تھی۔ کیوں تھانوی صاحب کیا علمائے سنت خود اپنے طور پر کہہ رہے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور چلہ کشوں کے عجیب واقعات میں کچھ فرق نہیں۔ رسلیا یہ ساتواں بھی ہضم کر گئی۔

۱۰۔ اسی کے متصل سب سے بڑھ کر کلام تیسرے خاصۂ وحی پر تھا کہ:

ما آل ما ذكر و و الى تخيل ما لا وجود له في الحقيقة كما للمرضى والمجانين على ما صرحوا به فكيف يكون نبيا من كان امره ونهيه من قبيل ما يرجع الى تخيلات لا اصل لها قطعا وبما خالف ما ادعا اليه المعقول ايضا۔

کیوں تھانوی صاحب یہاں بھی کہہ دینا کہ شارحان مواقف و طوالع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وحی کو محض بے اصل سرسامیوں اور پاگلوں کا ساہذیان بتا رہے ہیں۔ ؏

شرم بادت از خدا و از رسول

سوال پنجاہ و دوم: تھانوی صاحب خبیث مرتد نیچری کہ حقیقت وحی کا منکر اور قرآن مجید کو ایک جوشیلے آدمی کی باتیں بتاتا ہے کہ جوش کے وقت بے خود انہ اس کے منہ سے نکلتی ہیں۔ کیا وہ مسماۃ بسط البنان کی طرح اس عبارت شرح مواقف کو اپنی سند نہیں بتا سکتا۔ بلکہ مسماۃ بے چاری کو تو اتنا ہی نصیب ہوا کہ انصاف درکار ہے۔ کیا لا یختص کا وہی مفہوم نہیں جو عبارت خفض الایمان کا ہے۔ وہ تو اس سے بڑھ کر بڑی تعلی سے کہہ سکتا ہے کہ انصاف درکار ہے۔ میں نے تو وحی کو فقط جوشیلے آدمی کی باتیں کہا تھا۔ شارح مواقف تو اسے پاگلوں کی بک سرسامیوں کی جھک بتا رہے ہیں تو کیا اس کا یہ سند لانا آپ صحیح بتائیں گے۔ ایسا ہے تو قسمت کا لکھا کفر مبارک اور نہ مانیے تو وجہ بولیے۔ کیوں یہ عبارت اس کی سند نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ اس میں تو وحی کو اس سے بھی بدتر درجہ میں پھینکا ہے اب کہیے گا کہ نیچری مردک دیوانہ ہے۔ صاحب مواقف و شارح رحمہما اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ اپنی طرف سے تو ایسا نہیں کہا۔ بلکہ فلاسفہ کے قول پر اس کا الزام دیا ہے۔ جبھی تو رسلیا کے داؤں کو یہ کیوں نہ سوجھی۔ وہ لا یختص بھی انہوں نے اپنی طرف سے نہ کہا۔ انہیں خبیثوں

کو الزام دیا ہے۔ نیچری کو دیوانہ کہہ گئے۔ کہن چری کو پگلی کیوں نہیں کہتے۔ اگر کہئے یہاں تو خود ماتن نے صاف کہہ دیا ہے: علی ما صور حوابہ۔ یعنی فلاسفہ کی تصریح ہے۔ جی تو وہاں کیا انہوں نے صاف نہ فرما دیا تھا: کما اقرر قدمہ یعنی یہ فلاسفہ کا اقرار ہے۔ بلکہ وہاں تصریح فلاسفہ اس امر کے متعلق بتائی ہے کہ دیوانے غیر موجود اشیا کو دیکھتے ہیں۔ عبارت یہ ہے:

کما للمرضی والمجانین فانهم یشاهدون ما لا وجود له فی الخارج علی ما صور حوابه وقرر واما هو السبب فیه ولا شک ان ذلک انما یکون علی سبیل التخیل دون المشاهدة الحقیقة۔

اور یہاں خود اسی لا یختص کو اقرار فلاسفہ بتایا ہے کہ لا یختص بالنبی کما اقرر قدمہ۔ تو یہاں امر اور بھی واضح تھا مگر ؎

جب آنکھ ہی نہ ہو تو کھلا دن بھی رات ہے

کیوں تھانوی صاحب کیسی کہی ؎

شرم بادت از خدا و از رسول

مگر میرا یہ کہنا ہی فضول جب ایمان نہیں شرم کیونکر معقول ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تھانوی صاحب اب تو کھلا کہ یہ سب خباثتیں فلاسفہ کے مذہب میں تھیں جن کو علما آشکار فرما رہے ہیں کہ بے ایمانو تم نے نبی کی اتنی قدر کر دی نہ کہ جو توہین نبوت ان کے کلام مذہب میں نہ تھی۔ بلکہ اس کا اصلاً احتمال کسی عاقل کو نہ ہوتا۔ وہ یہ علماء و معاذ اللہ خفش الایمان کی طرح خود بک رہے ہیں۔ مگر ہے یہ کہ تف بر روئے بے دینی بھلے مانس کی صورت شیطان ملعون کی ٹانگ تلے آ کر کفر زبان سے نکال دیا تو ابھی در توبہ کھلا ہے یا عمر بھر ابلیس ہی کا ساتھ دینا ہے۔ وہ دیکھو وہ دور سے ٹھٹھے لگا کر کہہ رہا ہے:

انی بری منک انی اخاف اللہ رب العلمین۔

لہٰذا اپنی عاقبت پر رحم کرو اور اس کے آگے سرکار واحد قہار سے جو حکم نافذ ہوا ہے اس سے

ڈرو وہ یہ کہ:

فکان عاقبتهما انهما فی النار خلدین فیها وذلک جزؤا الظلمین والعیاذ باللہ رب العلمین۔

نہ سہی اپنی ڈھلی بگڑی تم جانو اپنے ساتھ علماء کو کیوں سانو۔ انصاف درکار ہے۔ وہ تو ایسے ہی کفر کا رد کر رہے ہیں۔ جیسا تم نے بکا۔ پھر اپنے رد کو اپنی سند بنائے لیتے ہو۔ مگر یہ بھی ابلیسی چال اور عوام کو اپنے کفر میں پھانسنے کا جال ہے۔ لیکن الحمد للہ مسلمانوں کا حافظ اللہ ہے۔ وہ دیکھئے آپ کی پھانسی آپ ہی کے گلے میں پڑی۔ والحمد للہ رب العلمین۔

سوال پنجاہ وسوم ۱ تھانوی صاحب رسیلا والا بھی کیا یاد کرے گا کہ کسی کرتے سے پالا پڑا تھا۔ یہاں تک تو خباثائے فلاسفہ پر انطباق دکھایا تھا۔ اب وہ کھول کھول جس سے مخالف چوندھیا کر پٹ ہو جائے اور آنکھ کھولے تو چوپٹ ہو جائے۔ تھانوی صاحب آپ نے یہ بھی دیکھا کہ سوال ۴۸ فلاسفہ ہی پر منطبق نہیں۔ بلکہ یہ پلید و بلید سب انہیں کفار عنید سے طابق الجوت بالجوت ہیں۔ لعینہ یہ کفار انہیں کفار کی راہ چلے ہیں۔ علما نے جو ان کافروں کا رد کیا وہی ان کافروں پر حسام الحرمین نے وارد کیا۔ تھانوی صاحب ان بے ایمانوں کی ڈھٹائی تو دیکھئے اپنے رد کو اپنی سند بنائے لیتے ہیں اس کے اشارات اوپر بھی گزرے۔ مگر کام تو ان سے ہے جن کو بدیہیات بھی مجہول مطلق ہیں۔ لہٰذا پورا انطباق کھول کر دکھاؤں۔ ابھی نہ سوجھی تو میں سوجھاؤں۔ مبدئیت جس سے زید نے رب عزوجل کا وصف کیا۔ اس کا مناط وجوب وجود ہے کہ اس سے مراد افاضہ وجود ہے۔ جو واجب الوجود نہیں۔ اپنی حد ذات میں خود ہالک و نا مقتضی وجود ہے۔ دوسرے کے لیے کا مقتضی وجود و مفید ہستی ہوگا۔ ولبید پلید اس سے مناط حق پر رکھتا تو اسے کسی شئی کسی صورت میں کنگر کمہار خدا کے برابر نہ سوجھتے مگر اس بے ایمان نے اسے مناط حق سے پھیر کر صرف ظاہری تبدیل ہیأت و وضع پر ڈھالا اور ایسے وصف عظیم کو یوں

بے قدر کر دیا۔ اسی طرح علم غیب جس سے زید نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف کیا اس کا مناط رسالت صرف اختصاص و وہب ربانی تھا۔ جس پر آیۂ کریمہ: ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء شاہد یعنی وہ بات جسے جان لینے کی طرف عقل و حواس کو راہ نہ ہو۔ رب عزوجل محض اپنے فضل سے اپنے بندے کو اس کے علم کی راہ دے اس پر اسے تسلط بخشے۔ جیسا کہ خود اس نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔

رسلیا والا بلید مرید اس مناط حق پر رہتا تو اسے کسی شق کسی صورت میں ہر پاگل ہر چوپایہ نبی کے مانند نہ سوجھتا۔ مگر اس مردود نے اسے مناط حق سے توڑ کر صرف اتنی بات پر لا ڈھالا کہ کوئی بات ایسی جاننا جو کسی دوسرے پر چھپی ہو جس سے پاگل چوپائے کو اس صفت جلیلہ میں معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک کر سکے۔ اور پھر براہ عیاری خفض الایمان میں کوئی نہ کوئی بات کہنا ہے اور مسماۃ اس پر اور حاشیہ چڑھاتی ہے۔ کہ گو وہ ایک ہی چیز ہو۔ حالانکہ یوں تو ہر پاگل ہر چوپائے کو روزانہ لاکھوں علم غیب ہیں۔ مثلاً دیوبند میں جو دیوانہ ہو اس کے سامنے وہاں کے مکان کی ایک ایک اینٹ زمین کا ایک ایک ذرہ گھر کے مردوں، عورتوں، بچوں کا ایک ایک بال گھر کی ایک ایک مکھی بھنگا وغیرہ وغیرہ لاکھوں چیزیں ہیں اور تھانہ بھون میں جو چوپایہ ہو اس سے وہ سب مخفی ہیں۔ یونہی تھانہ بھون کا چوپایہ وہاں کی لاکھوں اشیاء دیکھ رہا ہے۔ جو دیوبند کے دیوانے سے چھپی ہیں۔ کیا جناب تھانوی صاحب (باستثنائے منقطع) کے سوا کوئی عاقل اسے علم غیب کہے گا۔ مسلمانو دیکھا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیسی صفت جلیل عظیم اختصاصی کو کیسی ذلیل مبتذل بے قدری بات پر لا ڈھالا تو یہ ان کفار فلاسفہ کا پورا فضلہ خوار ہوا۔ وہی نفی مناط ہے۔ وہی اختصاص الٰہی و وہب ربانی سے عدول ہے۔ وہی صفت جلیلہ کی توہین و تذلیل ہے۔ وہی کسی نہ کسی بات کا اطلاق و شمول ہے ہاں فرق اتنا ہے کہ وہاں الو فلاسفہ نے نبی کا خاصہ کہہ کر وہ بکی کہ ہر کس و ناکس کو شامل ہو گئی اور علماء نے ان احمقوں کو الزام دیا کہ اب نبی و غیر نبی میں کیا تمیز ہے اور یہاں یہ

ان کا سرلیں ان سے بھی پانچ جوتیاں بڑھا ہوا خود اپنے منہ نفی خاصہ کر رہا ہے کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے (خفظ الایمان ص۷) خود اپنے منہ نبی و غیر نبی میں فرق کا انکار کر رہا ہے کہ نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ (خفض الایمان ص۸)۔ تھانوی صاحب ملاحظہ ہو وہ فلاسفہ بدتر کافر یا یہ رسلیا والا فاجر۔ شرح مواقف و شرح طوالع کی عبارتیں ان کافروں کا زیادہ رد ہیں جو نفی خاصہ کے خود قائل ہوئے نہ نفی امتیاز کے۔ بلکہ ان کے قول سے ان پر الزام آئے یا اس مرتد پر زیادہ قہر ہیں جو اپنے منہ ان نفیوں کے کفر بک رہا ہے۔ تھانوی صاحب ان پلید و بلید کی کمال منہ زوری بے ایمانی دیکھی۔ کیسا اپنے قاہر رد کو الٹی اپنی سند بنایا چاہتے ہیں۔ ضرب مرداں دیدی نقمت رحمٰن چشیدی۔

فائدہ: تھانوی صاحب اس دسویں کیا دی پر اعتراضات میں ہمارے اگلے تین پرچے پر نظر ڈال لیے۔ دیکھئے وہ رسلیا والے پر کیسے ٹھیک اتر گئے۔ کیا اتنی ضربات عظیم کے بعد بھی نہ سوجھی ہوگی۔ کہ ولید و شرید و فلاسفہ، عنید و پلید و بلید سب خبیثوں کو ایک ہی آزار ہر ایک ایک ہی کفر کا بیمار۔ سب پر ابلیس ایک ہی طرح سوار۔ یعنی اوصاف جلیلہ کے سچے مناط سے انکار۔ ذلیل و بے قدر اقوال پر اوتار۔ توہین نبی و واحد[1] قہار و عقبی الکٰفرین النار۔ یونہی ظاہری و باطنی پر بھی میں ٹھپکا اور وہ دونوں بھی ایسے ہی کفار اگر کسی نبی مثلاً سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سلطنت پر وہ انکار۔ اس تقدیر پر گمان ہو سکتا تھا کہ یہ سات قسم کے کافر ہیں اور جہنم کے بھی سات دروازے شاید بحکم لھا سبعۃ ابواب لکل باب منھم جزء مقسوم۔ ہر ایک کو جدا دروازے سے داخل کریں۔ مگر نہیں وہ ساتوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے اور جہنم کے ایک ہی دروازے سے ڈھکیلے جانے کے قابل ہیں۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

سوال پنجاہ و چہارم: تھانوی صاحب میری درازنفسی معاف فرمائیے۔ میرا کلام طویل ہوا۔ پہلے حل کا نام سن کر آپ کا جی ڈھونڈھتا ہوگا کہ دوسرا اور مسماۃ کی گرہیں کونسے اترتا ہے۔ انصاف کیجئے تو ایک ہی نے کیا لگا رکھی کہ دوسرا اور مانگے۔ مگر ہاں اس

---

[1] جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کی اس آہٹ کی ناز برداری ضرور نہیں کرنی رہی کہ یہ تو تم نے علم غیب کے معنی و مناط اہل عقل کے طور پر لے کر فلاسفہ اور رسلیا کو جہنم کے ایک ہی کنویں میں ڈھکیل دیا۔ وہ کہتی ہے میں یوں نہیں مانتی۔ میری ٹھہرائی پرا تر و جس میں ہر پاگل ہر چوپائے کو علم غیب ہو۔ دیکھوں تو اس میں تم میری ڈیڑھ گرہ کیسے کھولے لیتے ہو۔ رسلیا کی یہ تریا ہٹ اگرچہ نرے جنون کی بوکھلاہٹ۔ کوئی پاگل کہے کہ تم نے عقلا کے مسلمات پر میری بکر اس رد کی پاگلوں کے مسلمات پر تو رد کر دو۔ اس کا جواب اتنا ہی بس ہے کہ ہشت۔ مگر مجھے رسلیا کی تو ہر طرح ناز برداری منظور۔ لہذا جس طرح سوال ۴۹ کا انطباق دکھایا سوال ۴۹ کا بھی دکھا دوں کہ اس کی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں۔ چل کہاں تک چلتی ہے ؎

چقدر بدشت توسن بہ پیت جہاندہ ام من
چقدر رمیدۂ تو چقدر رساندہ ام من

ہاں تھانوی صاحب کہیئے تو زید مسلمان جو اپنے رب، اپنی نبی، اپنے ائمہ اپنے علماء جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رحمہم سے سیکھ کر (جیسا کہ سوال ۳۹ میں اس کا ایک مختصر نمونہ گزرا) اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر علم غیب کا حکم کرتا ہے اسے حضور کی مدح کریم مقصود ہے یا کچھ اور۔ بولو کہ ہاں وہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح ہی کرتا ہے اور یہی اس کی مراد ہے۔

۲۔ اب بولو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ وصف جلیل تمام عالم سے ارفع و اعلیٰ درجہ پر ہے یا نہیں۔ کہو ہے اور ضرور ہے۔ اور کیوں نہ کہو گے کہ خدا کا دھرا سر پر۔ یہی لبسط البنان اس کی مقرر ہو چکی ہے۔

۳۔ اب کہو کہ اس کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس درجہ وفور و کثرت پر ہونا کہ شمار لاکھ لاکھ بار تھک رہے اور اس کی مقدار کا لاکھواں حصہ نہ گن سکے۔ کچھ تعریف تھلسنی کی طرح بوجہ ابہام منافی مدح ہے یا اور زیادہ مؤید مدح کہو کہ ہرگز منافی نہیں بلکہ کمال مؤید۔

۴۔ اب بولو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ وصف عظیم جلیل کریم قابل مدح ہے یا نہیں۔ مسلمانی کا نام پیارا جانتے ہو تو کہو کہ ہاں ضرور عظیم مدح کے قابل ہے۔ جس سے قرآن عظیم نے ان کی مدح فرمائی جو انھوں نے اپنی صحیح حدیثوں میں اپنے رب کی یہ جلیل نعمت اپنے لیے جتائی۔ صحابہ و تابعین و ائمہ دین میں قرناً فقرناً ان کی یہ ثنا ہوتی آئی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدر ما اعطاہ من الغیوب و علمہ۔ زیادہ تسکین چاہو تو خالص الاعتقاد سے اپنا علاج کراؤ۔

۵۔ اب سوالات سابقہ دیکھ کر بولو کہ مناط مدح کیا ہے۔ مدح کو کتنی بات ضرور۔ کیا جب تک کسی صفت میں اللہ عزوجل کی برابری نہ ہو۔ اس سے مدح نہیں ہو سکتی کیا کوئی کافر سا کافر ایسا کہہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ دھرم کا لنگوٹی انبیٹھی نہ ہو۔

۶۔ کیا مدح کسی عام ذلیل مبتذل وصف سے ہو گی۔ کیا کوئی احمق سا احمق کوڑ ن سا کوڑن ایسا گمان کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ مت کا تھانوی دیوبندی نہ ہو۔ اے سبحٰن اللہ مدح اور وہ بھی کس کی اعظم الممدوحین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور اس میں مراد ایک ایسا وصف ہو جو ہر پاگل جانور حتیٰ کہ ہر دابی کے پایا جاتا ہے۔ کہو کہ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کسی عاقل کو اس کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔

۷۔ اب بولو کہ جب شق اول قطعاً منتفی و مخصوص بحضرت عزت عز جلالہ تھی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مناط مدح علوم غیب وافرہ کثیرہ عظیمہ تمام جہان سے فزوں تر حد شمار و احصا سے باہر قطعاً موجود کہ لبسط البنان بیچاری کو بھی مسلمانوں کا جی رکھنے کے لیے اس کا ظاہری اظہار و اقرار مقصود تو اسے چھوڑ کر شق دوم ذلیل مبتذل پر ڈھالنا کہ یقیناً قطعاً ہرگز نہ اس کا احتمال نہ کسی عاقل کے لائق وہم و خیال صراحۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح عظیم کو بگاڑتا اور اس وصف کریم پہ اپنی بری توہین کی تیلی جھاڑتا ہے یا نہیں۔ کہو ہے اور ضرور ہے۔ سوال ۳۴ میں فلاں فلاں کے سوراخوں والا بیان نہ بھول جانا۔

۸۔ اب کہو یہ توہین کہ کلام زید میں معاذ اللہ اس کی بو در کنار زنہار اصلاً ہرگز اس کا احتمال بھی

خفض الایمان والا خود ہی اس کا بادی ہوا۔ وصف عظیم کو ایسی ذلیل بات پر ڈھال کر آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے کا فسادی ہوا یا شارحان مواقف و طوالع کی طرح اس توہین کا کہ کلام مخالفین میں تھی مظہر و منادی ہوا۔ کہو کہ نہیں نہیں بلکہ یہ دشنامی خود ہی بادی فسادی ارتدادی ہوا۔

٩۔ آگے چلو خفض الایمان کی یہ بےنگم تقریر کہ مدح البشیر نذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رد میں تھی خود مناط مدح کا انکار کرے گی یا کچھ اور (دیکھو سوال ۴۷)۔ کہو کہ ہاں اس نے مناط مدح ہی کا انکار کیا اور ضرور تنقیص شان حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتکب ہوا۔

١٠۔ اب بولو کہ خفض الایمان والے نے اس مدح کا حکم ذات مقدسہ پر صحیح نہ مان کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کو باطل کر دیا یا نہیں۔ کہو ہاں ضرور باطل کیا اور واحد قہار کا غضب اپنے سر لیا۔ تھانوی صاحب اب سمجھے کہ وہ معظم کریم رکن اعظم سلطنت الٰہی مملکت ربانی کے دولہا محمد رسول اللہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور وہ وصف عظیم علم غیب جس کی طرف اعلیٰ رب العزۃ عز جلالہ سے خاص اور طرف ادنیٰ خفض الایمان کے دھرم پر ہر پاگل چوپائے کو حاصل اور اوساط میں بسط البنان کے اقرار مجبوری سے سب سے ارفع و اعلیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف کامل اور زید مسلمان وہ خادم سلطنت کہ اپنے آقائے کریم کی مدح کر رہا ہے اور وہ بے ادب بد لگام، منہ پھٹ، نمک حرام، وہ رسلیا کا نافرجام کہ اس پر منہ آتا اور اس مدح عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باطل کرتا اور اس کا حکم حضور پر غیر صحیح بتاتا اور حضور کی صفت کو ہر پاگل جانور کے حال سے ملاتا اور حضور اور ان ذلیلوں میں وجہ فرق پوچھتا اور حضور کی مدح جلیل کو ایسی ذلیل بات پر ڈھالتا اور اس صفت کریم اور خود موصوف عظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی شدید اشد توہین کرتا ہے،

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ٥۔

جناب تھانوی صاحب سمجھے۔ خاک سمجھے۔ خدا کو مان کر ایک دفعہ تو سر ہلا دو۔ اگرچہ بڑا منغش ہی کی طرح۔ مگر توبہ تم اور حق کا اقرار وہ تو ہمارا رب عزوجل فرما چکا،

لا یزال بنیانہم الذی بنوا ریبۃ فی قلوبہم الا ان تقطع قلوبہم۔

اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے:

یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ثم لا یعودون

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سوال پنجاہ و پنجم: تھانوی صاحب اب تو آپ کو لا یختص کا فرق بھی سوجھ گیا کہ لفظ و مفہوم وہی ہیں۔ فقط کفر و اسلام کا فرق ہے۔ عبارت علماء میں لا یختص مثال کفار کا اظہار اور پلید و بلید رسلیا والے کی عبارتوں میں خود ان کی بکواس کفر بار۔ علماء مسلمان ہیں اور یہ دونوں کفار ادھر سوال ۴٨ فلاسفہ اور انچاسواں رسلیا والے پر ٹھیک اتر گیا اب پچاسواں آپ خود اتار لیجئے اور اپنے ایسے عظیم رد کو اپنی سند بنانے پر ولید پلید اور رسلیا والے بلید دونوں کی چاند پوری مار لیجئے اور اس سے بھی کڑا چاہیے تو وہ پہلا عظیم حل دیکھئے جس نے ایک ہی سوال ۴٨ فلاسفہ اور رسلیا والے دونوں پر اتار کر دکھا دیا جس نے دونوں کا ایک رنگ کے کافر ہونا بتا دیا۔ جس نے آفتاب سے زیادہ روشن ثابت کر دیا کہ شروح مواقف و طوالع کی عبارتیں جس طرح فلاسفہ کی رد ہیں۔ بعینہٖ ایسے ہی خفض الایمان والے کی رد اشد ہیں۔ بلکہ ثابت کر دیا کہ وہ عبارتیں خفض الایمان والے پر کفار فلاسفہ سے بھی بڑھ کر غضب و قہر اللہ الاحد ہیں۔ جس نے بتا دیا کہ رسلیا والے کی چاند پوری کھجائی کہ اسے ان عبارات علماء سے استناد کی سوجھائی۔ مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ اس کا یہ استناد اسی شامت کی ماری بکری کی مثال ہوا جسے اس کا مالک جنگل میں ذبح کرنا چاہتا تھا اور چھری نہ تھی بکری نے حسب عادت کھر سے زمین کھرچنی شروع کی۔ حسن اتفاق کہ کہیں دبا ہوا پٹھان کا چھرا نکل آیا۔ مالک نے بکری کو گھٹنے تلے دبایا اور وہی چھرا اس کے گلے پر پھیر دیا۔ اب پڑی خرخر کر رہی ہے۔ خون کے فوارے چھلک رہے ہیں۔ تھوڑی دیر پاؤں چھپٹا کر دم توڑ گئی اور عرب کے لیے کالباحث عن حتفہ بظلفہ مثل چھوڑ گئی۔ ے

افسوس کہ ایمان سے سفر کر گئی بکری
آنکھیں تو نہ تھیں پہلے ہی اب مر گئی بکری

واقف نہ تھی اس شرح مواقف کے چھرے سے
گا کے گلے جس کے تلے دھر گئی بکری

چوپائی نے اس غیب کا علم آکے نپایا — خود کھود کے اپنا ہی گلا چر گئی بکری

طالع ہیں مگر شرح طوالع کے اسد تھا — یوں جس کے سبب زیر غضنفر گئی بکری

تھی یاد کس اشرف کی غضب ہار گلے کا — مرتے ہوئے کرتی ہوئی خرخر گئی بکری

یہ تو سلیا کی دسویں کیا دی کی گت ہوئی خدا کر ایک جان کر کتنا کبھی خواب میں بھی شرح مواقف و طوالع کے یہ جلیل مطلب سوجھے تھے آپ تو آپ دھرم سے کہنا اپنے کسی بڑے کسی استاد سے بھی کسی مطلب کا ایسا عظیم و بسیط قاہر و باہر بیان سنا تھا۔ افسوس کہ کسی پاگل کسی چوپائے نے اتنا علم غیب نہ پڑھا کہ ان عبارتوں کا نام لینا گلے پر الٹی چھری ہو جائے گا۔ جن کا سہارا پکڑتے ہیں ان میں تیز خنجر بھرے ہیں۔ ڈوبتے کے بھاگ کمل کا ناگ ہو جائے گا۔ ادھر وہ تو مکر جعل فریب یوں تیرہ تمیں بارہ باٹ ہوئے۔ سالہا سال آپ کی خاموشی آپ کی بے ہوشی پر پردہ ڈالے ہوئے تھی بھرم بنا تھا۔ آپ کے اذناب چیخ پکار مچاتے تھے کہ ہرگز ہرگز حفظ الایمان کا یہ مطلب نہیں جو حسام الحرمین و المعتمد المستند نے لکھا اور علمائے کرام حرمین محترمین نے سمجھا بے چارے جاہلوں کو احتمال ہوتا تھا کہ ہاں شاید کوئی ایسا ہی مطلب جناب کے شکم میں حلول کیے ہوئے ہو جو مکہ و مدینہ تک کے اکابر علما نہ سمجھے اور جو شاید حفظ الایمان کا گلا کفر سے بچا لے۔ اب کہ آپ کے حواریوں نے ابھارا ابھار کر کونچے مار مار کر دس برس بعد آپ کا دہن شریف کھلوا ہی چھوڑا اور خود جناب نے اپنے شکمی مطالب و عذرات کا بھانڈا پھوڑا کھل گیا کہ وہ ہیر حق نری شیخی اور نین کھانے تھے۔ بس یہی مطلب نامراد تھا۔ جو یقینی کفر و ارتداد تھا۔ جو غدر گڑھا اس کا وبال آپ ہی کے سر پر پڑا۔ جو تاویل جھاڑی اس نے آپ کی بگڑی اور بگاڑی ؎

کھل گیا سب پر ترا بھید غضب تو نے کیا

کیوں ترے منہ کا کھلا بھید غضب تو نے کیا

خیر یہ تو مناظرانہ وار تھے اب خیر خواہانہ معروض ملاحظہ فرمائیں:

خیر خواہانہ معروض

آپ شروع بسط البنان میں فرماتے ہیں:

میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ الحمد للہ کہ مضمون کو آپ خبیث مان چکے اور یہ ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ وہ آپ ہی نے لکھا اور اپنی حفظ الایمان میں لکھا۔

آپ فرماتے ہیں:

لکھنا تو در کنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔ اور ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ یہ خبیث مضمون آپ ہی کے دل و زبان و قلم کا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا۔ چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا۔ اور ہم نے آپ کو دکھا دیا کہ نرا لزوم نہیں حفظ الایمان میں یقیناً اسی کا التزام ہے۔ آپ کی اخیر کی چنانچہ اس نے آپ کے کفر پر اور رجسٹری کر دی۔ ایک بھی بنائے نہ بنی ؎

مریض کفر پہ نقمت خدا کی

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا۔

آپ فرماتے ہیں:

جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں۔ جی اور مضمون والے کو کیسا اور میرے دل میں کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا کہ یوں الٹی آنتیں گلے پڑیں گی۔ جیسا کہ اوپر معروض ہوا اور بیانات قاہرہ سے ہم نے ثابت کر دیا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا ہمیشہ نامراد ہے نامرادوں کو مراد کہاں اور رہی جو زبانی بکٹ کی تھی۔ مراد آباد کی ہزیمت اس پر بالکل پانی پھیر گئی۔ خیر یہاں تک تو تیرے مکر کے ساتھ دن کے سورج سے مکرنا تھا۔ آگے حسام الحرمین کا اقرار ان کی کہلواتا اور خود آپ کا کفر آپ کے منہ قبولواتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتہً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔ خدا کے لیے حسام الحرمین نے اور کیا زہر گھول دیا تھا۔ جس پر آپ کے طائفہ نے وہ زمین سر پر اٹھائی تھی کہ ہائے کافر کہہ دیا کافر کہہ دیا۔ جناب اب تو آپ خود حفظ الایمان والے کو کافر کہہ رہے ہیں۔ کیا خارج از اسلام اور کافر میں آپ کچھ فرق سمجھتے ہیں بلکہ للہ انصاف۔ حسام الحرمین نے تو اتنا فرمایا بھی نہ تھا کہ جو اعتقاد بھی نہ رکھے اور اس کے کلام میں اس کی صراحت بھی نہ ہو۔ صرف اشارہ ہی نکلے وہ بھی کافر ہے۔ یہ آپ نے خود اپنے لیئے اضافہ کیا۔ یعنی مسلمانی پر آئے تو پوری ہی گائے کھائیں۔

الحمد للہ حسام الحرمین کا سحر حلال آپ کے سر چڑھ کر بولا خود آپ نے اپنی ڈبل تکفیر پر منہ کھولا۔ رہا یہ کہ ہمارا یہ مطلب نہ تھا اسے ہر عاقل پہلے ہی جانتا تھا۔ آپ اردو والے تھے نہ کہ گوروں کی انگریزی کہ اوروں کی سمجھ میں نہ آتی اب بفضلہ تعالیٰ اس وقعات السنان نے آپ ہی کی سندوں سے آپ کا وہی مطلب ثابت کر دیا جسے آپ خود مان رہے ہیں کہ بیشک کفر ہے بے شک توہین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ پھر قبول کفر میں کیوں دیر ہے اشاعت توبہ وایمان میں کیا ہیر پھیر ہے۔ ورنہ آپ کے اذناب کہ آپ کے دم سے بندھے ہیں ان کے کفر کا وبال بھی آپ ہی کے سر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فان علیک اثم الاریسیین۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لیحملوا اوزارھم کاملۃ یوم القیامۃ ومن اوزار الذین یضلونھم بغیر علم الا ساء ما یزرون والعیاذ باللہ رب العلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الحمد للہ بسط البنان کے تمام عذرات باردہ کو گھر پہنچا دیا۔ ایک حرف باقی نہ رہا۔ اب چلتے وقت کی اس پچھلی کچھ شکایتیں باقی ہیں وہ قابل توجہ بھی نہ تھیں۔ مگر ان میں

تازے کفر بکے ہیں ان کی خاطر چند سوال اور سہی کہ باذنہٖ تعالیٰ ساٹھ کا عدد کامل ہو جائے وباللہ التوفیق۔

سوال پنجاہ و ششم

رسلیا بولتی ہے میں نے سنا ہے جی آپ کو دیکھنا کہاں نصیب۔ اف رے تیرا مجبولا بنا سالہا سال سے المعتمد المستند کا نعرہ حسام الحرمین کی جھنکار شرق سے غرب تک عجم سے عرب تک گونج رہی ہے اور خود رسلیا اور رسلیا کے اکابر کی گردن تیغ تکفیر سے اڑ رہی ہے۔ مگر رسلیا کا وہ گہرا پردہ کہ اس نے آج تک کچھ نہ دیکھا۔ سو میں سے ایک ضرب کی اڑتی ہوئی بھنک کہیں کان میں پہنچ گئی۔ اسکا جواب دینے اٹھی۔ تھانوی صاحب کیا آپ حلف سے کہہ سکتے ہیں کہ رسلیا والے نے المعتمد المستند۔ تمہید ایمان حسام الحرمین تینوں میں سے کوئی نہ دیکھا۔ یہ کہئے کہ سب دیکھے اور سخت سے سخت پاکر آنکھیں میچ لیں۔ ؎

سورواسوں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے

دیکھ کر بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

۲۔ فرض کردم کہ رسلیا کی دونوں بند ہیں۔ مگر حلف سے کہیئے تمام قاہر اعتراضوں میں ایک بھی اس کے کان تک پہنچا کہ جواب کے لیے خاص اسی پر منہ مارا۔ ہاں یہ کہیئے کہ سنے سب مگر اپنے زعم باطل میں اسی پر کچھ ریزہ کی سکت پائی۔

۳۔ جی ہاں کیا سنا ہے یہ کہ میری دلیل کے مقدمات پر نقض کیا گیا ہے۔ تھانوی صاحب وہ دیکھئے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ وہ تقریر ذیل جسے رسلیا کے ص۳ پر صاف دلیل مانا تھا کہ وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے۔ خصم کا وار بے پناہ دیکھ کر ص۵ پر اسے منع و مطلب دلیل گھڑ لیا کہ دلیل لانا ضرور ہے یعنی یہ ثابت کرنا چاہیئے۔ جب من ہی من میں ٹھہرائی کہ اس قہر کا وقت گزر گیا۔ تیئیس ہی سطر بعد ص۶ پر وہی اگلی ہانک پھر نکل گئی کہ میری دلیل تھانوی صاحب رسلیا کی بوکھلاہٹ دیکھتے جائیے۔

۴۔ جی ہاں کیا نقض کیا گیا ہے۔ یہ کہ اس بنا پر چاہیئے کہ آپ یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم بھی نہ کہیں۔ مگر مجھ کو حیرت ہے کہ اتنا صریح فرق معترض کے خیال میں نہ آیا

یہ نقص اس وقت ہوتا کہ آپ کو عالم مطلق بعض علوم کی بنا پر کہا جاتا ۔ آپ کو تو عالم خاص علوم عظیمہ مختصہ کی بنا پر کہا جاتا ہے ۔ تھانوی صاحب اس بدذات رسلیا کی چوری اور سرزوری دیکھی ۔ آپ تو مدح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رد کے لیے حضور کے علوم عظیمہ جلیلہ مختصہ بیحد و شمار کو اڑا کر مناط مدح صرف اوتنی ذلیل بات پر ڈھالا کہ کسی نہ کسی بات کا علم جو دوسرے سے مخفی ہے (حفظ الایمان ص۸) گو وہ ایک ہی چیز ہو گو ادنیٰ ہی درجہ کی ہو (ص۸) اور اس پر جو اس کے خصم نے نقض کیا تو الٹا اسی پر تھوپتی ہے کہ اتنا صریح فرق خیال میں نہ دیا کیا آپ اس سے نہ فرمائیں گے کہ مسخری خیال میں تو تیرے نہ آیا ۔ تیرے خصم نے تجھے سکھایا وہ دیکھ حسام الحرمین ص۲۳ پر اس کا قول کہ خیال کرو اس نے یعنی رسلیا والے نے کیونکہ ایک دو حرف جاننے اور ان علموں میں جن کے لیے حد نہ شمار کچھ فرق نہ جانا تو اس کے نزدیک فضیلت اسی میں منحصر ہو گئی کہ پورا احاطہ ہو اور فضیلت کا سلب واجب ہوا ہر اس کمال سے جس میں کچھ بھی باقی رہ جائے تو غیب و شہادت کی کچھ تخصیص نہ رہی ۔ مطلق علم کی فضیلت کا سلب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے واجب ہوا ۔ بے ایمان مکارہ یہ نقض تھا کہ فرق بتا کر تیرے فرق نہ کرنے ہی پر اتارا ۔ اب الٹا تو اس فرق نہ کرنے کو اپنے خصم ہی پر تھوپتی ہے ۔ ہندی مثل تو یہاں اور تھی مگر یہی سہی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ۔

۵۔ رسلیا کہتی ہے اور اس میں یہ مقدمات جاری نہیں ۔ مت کٹی کیوں نہیں جاری ۔ تو نے علم کی تین قسمیں کیں اور یہ یقیناً قسم اول محیط کل نہیں تو قطعاً اسی قسم دوم علم بعض میں داخل جسے تو کہتی ہے کہ بعض مراد تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو ہر مجنون بلکہ جمیع بہائم کے لیے بھی حاصل دیکھ سوال ۱۲، ۱۹، ۳۳ وغیرہا ۔

ساڑھے چار صفحہ کی رسلیا ہے ضرور بڑی پاپڑ آپ ہی سمجھی کہ یہ وہی مصیبت ہے ۔ جو رسلیا والے پر اس فرق کے بھلانے سے پڑی ۔ خصم پھر منہ میں پتھر دے دیگا کہ علوم غیب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سن کر حضور کے علوم عظیمہ جلیلہ مختصہ بے شمار کیوں بھلا کر وہ کھلا ملعون کفر بک بیٹھی تو اس زخم نا مندمل کے بھرنے

پھر اپنی آٹھویں عیاری یاد کرتی ہے کہ اس جواب کا بطلان اوپر شق مذکور اشارۃً میں گزر چکا ہے ۔ جی اور اس پر سوال ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۲، ۴۳، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰ وغیرہا میں جو بے بجاؤ کی بے گنتی بے شمار پڑیں سو وہ بھی یاد ہیں یا نہیں ۔ اف ری رسلیا تیرا بھولا پن خون پوچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے ۔

سوال پنجاہ و ہفتم : رسلیا آگے کہتی ہے ۔ دوسری اس جواب سے بھی قطع نظر کی جائے ۔ تب بھی نہایت منافی الباب ایک علمی سوال ہوگا جس کا اہل علم سے تعجب نہیں ۔

تھانوی صاحب آپ اس کافرہ فاجرہ کی کفر شنیع پر جرأت بے باکی ڈھٹائی ملاحظہ کریں ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی شدید ناپاک گالی دینے کو کیسا ہلکا ٹھہراتی ہے کہ ایک علمی سوال ہے ۔ جس کا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں ۔ اے سبحٰن اللہ وہ فرق جو خدا لگا دھرا سر پہ سوجھانے سے سوجھا تھا ۔ کہ کہاں پاگلوں چوپاؤں کا ایک آدھ ذلیل بات جان لینا اور کہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم عظیمہ جلیلہ مختصہ بے حد و بے شمار اب اس سے خود قطع نظر کر گئی تو علم اقدس اور ہر پاگل ہر چوپائے کے علم میں اب سوا مساوات کے کیا رہا ۔ وہ بکتا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو ہر مجنون بلکہ جمیع بہائم کیلئے ہے اب اسی کے منہ صاف صاف وہی بات ہو گیا یا نہیں ۔ جو دربھنگی صاحب نے آپ سے پوچھی کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے ہر پاگل بلکہ ہر جانور ہر چوپائے کو ہے ۔

۲۔ اب آپ کی وہ جھوٹی توبہ تلا کہ میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا ۔ میرے قلب میں بھی اس کا خطرہ نہ گزرا ۔ میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا صریح جھوٹ ہو گئی یا نہیں ؟

۳۔ اب آپ کا وہ مجبوری کا حکم کہ جو ایسا اعتقاد کرے یا بلا اعتقاد اشارۃً کہے اس کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں ۔ وہ تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آپ ہی

کے صاف اقرار سے آپ پر پورا اتر گیا یا نہیں۔ تھانوی صاحب قسمت کا کفر کہاں جائے بے گناہ زید و عمرو کا خون سر چڑھ کر بولتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا کہ کروڑوں بے گناہوں کے قتل سے کروڑوں درجہ بدتر ہے۔ کیوں کہ آپ کے سر چڑھ کر نہ بولتا۔ کہئے اب تو آپ کے ہر عذر معمولی کی گلی بند ہو گئی۔ اس کفر کا اقرار صاف کر لیا۔ قائل کے کافر ہونے کا اقرار صد۳ پر دے چکے۔ اب کیا خود اقراری کافر مرتد ہونے کے لیے اس کے منتظر ہو کہ کسی دن یہ لکھ دو کہ اشرف علی ولد فلاں پسر فلاں تھانہ بھون کا رہنے والا کافر مرتد ہے یوں تو آج تک ابلیس نے بھی نہیں قبولا۔ تھانوی صاحب حسام الحرمین کی بحمد اللہ تعالیٰ زندہ کرامات دیکھی۔ کیسا آپ کا گلا دبا کر آپ کی ہر گلی بند کر کے مجبورانہ آپ کے منہ سے قبولوا دیا کہ بے شک بیشک اشرف علی تھانوی کافر تھانوی صاحب کیا اب بھی ایمان نہ لاؤ گے۔ کہاں ہیں تھانوی صاحب کے حمایتی کہ انہیں کفر سے بچانے کو اپنا پیٹ پھاڑے مرے جاتے تھے۔ اب اپنا سر پھوڑ کر مریں کہ تھانوی صاحب بلا تاویل بے پھیر پھار اپنے آپ کو کافر مان چکے۔ اب مدعی سست گواہ چست کی نہیں بری تم سب بھی تھانوی صاحب کے کفر کا کلمہ پڑھو اور صاحب حسام الحرمین کے دست حق پرست پر بیعت کر کے ایمان لاؤ۔ الٰہی توفیق دے۔

۴۔ تھانوی صاحب وہ اقراری کفر تو الگ رہا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی شدید گالی کو جسے خود لکھ رہے ہو کر تنقیص ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ایسا ہلکا سمجھنا کہ ایک علمی سوال ہے۔ جس کا اہل علم سے کچھ تعجب نہیں خود کیا دوسرا ڈبل کفر نہیں تھانوی صاحب۔ بینوا تو جروا۔

۵۔ آگے رسالہ کے افسوس ملتی ہے کہ اہل علم کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ علمی گفتگو کی جائے۔ افسوس تو جاہلانہ و سوقیانہ سب و شتم اور رمی بالکفر اور کھینچ تان کر بہتان باندھنے کا ہے تھانوی صاحب تیسرا کفر مبارک۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں مجھ سے دل سے گالیاں دو۔ جی کو خود بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین اور ان کے قائل کو اسلام سے خارج قبول کرو۔ وہ تو عالمانہ مذہب گفتگو ہوئی اور گالی دینے والے شقی کافر کو مسلمان برا کہیں تو یہ جاہلانہ بازاری گفتگو ہے۔

۶۔ تھانوی صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے پر حکم کفر باطل ماننا اور اسے رمی بالکفر و بہتان سے تعبیر کرنا یعنی مسلمانوں نے اس گالی دینے والے پر ناحق جھوٹ کفر چپیک مارا۔ وہ تو ٹھاٹھا کٹا مسلمان ہے، کیا یہ آپ کا چوتھا کفر نہیں؟

۷۔ جانے دو جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی۔ جس کا توہین شان اقدس ہونا تمہیں خود مسلم وہ تمہارے دھرم میں مسلمان ہے یا کافر۔ اگر مسلمان ہے تو تم اسے خارج از اسلام کہہ کر مسلمان رہے یا کافر ہوئے۔ اور اگر کافر ہے تو تم اس کی تکفیر کو ناحق بہتان و رمی بالکفر کہہ کر مسلمان رہے یا کافر ہوئے۔

۸۔ یہیں آپ نے اسے جاہلانہ و معاندانہ جدال کہا ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے پر جو مسلمان تکفیر کرے وہ جاہل ہٹ دھرم ہے۔ یہ آپ کا پانچواں کفر ہے۔

۹۔ یہیں اس کا انتقام خدا کے سپرد کر کے یہ ٹھہرایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو گالی دینے والے سے راضی ہے اور جو گالی دینے والے ملعون کو برا کہے اس پر غضب کرتا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسے عذاب دیتا ہے۔ یہ آپ کا چھٹا کفر ہے۔

۱۰۔ یہیں آپ نے دشنامی خبیث کی تکفیر کو لغویات کہا۔ یہ آپ کا ساتواں کفر ہے۔

۱۱۔ یہیں آپ ایک مصرع می سرائید کہ ؎

با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست

مسلمان تو یہاں اور معنی لیتے ہیں جسے میں ثابت کر دونگا کر وہابیہ کو منظور نہیں آپ کے یہاں واقعی عموم اپنے ظاہر پر ہے اور خلائق میں انبیاء و سید الانبیاء علیہ و علیہم افضل الصلوٰۃ والثنا بھی داخل واقعی حضور سے آپ کو کام ہوتا تو یہ پاگلوں چوپایوں والی گالی یونہی دیتے۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ خدا سے آپ کو کیا کام ہے۔ گنگوہی صاحب نے اسے کاذب کہا۔ آپ انہیں امام جانیں۔ یہ آپ کا آٹھواں کفر ہے۔

۱۲۔ گنگوہی صاحب نے ابلیس کو اللہ کا شریک مانا۔ آپ انہیں پیشوا مانیں یہ آپ کا نواں کفر ہے۔

۱۳۔ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے مکان و زماں و جہت سے اس کی تنزیہ کے اعتقاد کو گمراہی و بدعت بنایا اور دہلوی صاحب کے اس قول پر گنگوہی صاحب نے جب تک یہ نہ جانا تھا کہ یہ امام الطائفہ کا قول ہے۔ صاف حکم یہ کفر ہے لگایا اور اسی تکفیر اسمٰعیل پر آپ نے بھی الجواب صحیح جمایا۔ جب معلوم ہوا کہ ہائے یہ تو ایضاح الحق میں امام الطائفہ کا قول ہے راسی اپنے اقراری کافر کے ساتھ ہو لیے اور خدا کو چھوڑ دیا یہ آپ کا دسواں کفر ہے۔ ان تین میں اگلے دو کا بیان حسام الحرمین شریف میں آپ دیکھ چکے اور تیسرے کے بیان میں تو مستقل رسالہ دیوبندیوں مولویوں کا ایمان طبع ہوئے۔ تیسرا سال ہے اور آج تک لاجواب ہے اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ لاجواب رہے گا۔ یہ آپ کو خدا سے کام ہے ؎

تفو باد اے چرخ گرداں تفو

نصیحت: تھانوی صاحب آپ نے دیکھا کفر کی مدد کرنے والا اور بڑھ کر کفر در کفر بر کفر میں پڑتا ہے۔ تھانوی صاحب ابھی آپ کی سانس کا ڈورا چل رہا ہے اپنے کلام کو کفر مان چکے۔ اپنے آپ کو کافر مان چکے۔ اب ایمان لانے مسلمان ہونے۔ اپنے تجدید اسلام کا اعلان کرنے پھر زوجہ شریفہ راضی ہوں تو ان سے جدید نکاح کرنے میں کیا عذر ہے۔ ہم تمہارے بھلے کی کہتے ہیں۔

ومن کفر فان اللہ غنی عن العٰلمین ۝

لطیفہ: ہم کہیں گے انصاف کی۔ تھانوی صاحب نے تو یہ تسلیا اپنی تکفیر میں لکھی ہے۔ صدے پر بلا تاویل اپنا کفر مان لیا صدے پر لاشبہ اپنے آپ کو خارج از اسلام کہہ لیا۔ پھر کیا یہیں اس اقراری ڈبل کفر کو اسلام بنا کر کفر پہ اتنے کفر اور اوڑھیں گے۔ تھانوی صاحب کو کیا پاگل سمجھ لیا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ ان کی ان سطروں کا مدعا ہی اور ہے۔ وہ تو ان کا کلام ایسا ہی دقیق ہوتا ہے۔ حفظ الایمان کی چند سطری واضح بات کا مطلب تمام حرمین شریفین کے علمائے کرام نہ سمجھے۔ بسط البنان کی ان بستہ پہیلیوں کا مطلب سمجھ لینا

کیا آسان ہے۔ ہاں ہم سے شرح سنیئے۔ اپنے ڈبل کفر پر رجسٹری کر کے فرماتے ہیں:

اہل علم کی یہ سنت مستمرہ ہے کہ علمی گفتگو کی جائے۔ جس خبیث نے رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی ہو اس کی تکفیر کی جائے۔ جیسے حسام الحرمین وعلمائے حرمین نے کی۔ گالی دینے والا جب جواب سے عاجز آئے اور اپنا کفر سمجھ لے اقرار کرے۔ جیسا مجھ تھانوی نے ٹھنڈے جی تسلیم کر لیا۔ اس کا کیا افسوس ہوتا۔ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ حق قبول کیا اور اس کا بھی چنداں افسوس نہیں کہ دس برس کا مل خربات کھاتا اور چپکا رہا۔ کہ یہ سال سمجھنے میں گزرے ؎

نکو گو اگر دیر گوئی چہ غم

ہاں افسوس تو اس جاہلانہ اور سوقیانہ سب و شتم کا ہے جو نا شد فی حفظ الایمان میں اللہ واحد قہار کے حبیب مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مجھ تھانوی بدنصیب کے قلم سے نکلی۔ افسوس تو تلفظ اور رمی بالکفر کا ہے کہ کیوں اس ناپاک زبان سے ایسا ملعون کفر کا بول پھینک مارا رمی ولفظ مترادف ہیں اور پھر بڑا افسوس اپنی ہٹ دھرمی اور کہہ مکرنی اور ناحق کھینچ تان کر خود اپنے اوپر بہتان باندھنے پھٹے جوڑنے جلیتی مکھیاں نگلنے کا ہے کہ صراحۃً تو حفظ الایمان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ یقینی قطعی سڑی گالی دی اور اپنے یارے ملی۔ بھگت کا سوال کرا کے وہ بہتان اپنے ہی اوپر باندھے کہ میں نے یہ خبیث مضمون نہ لکھا۔ میرے قلب میں اس کا خطرہ نہ گزرا میری کسی عبارت سے لازم بھی نہیں آتا ؟ میں تھانوی رہ رہ کر اپنے ملعون کو تکوں پر پچھتاتا ہوں کہ آپ تو ڈوبا ہی تھا اپنے اذناب کو بھی گڑھے میں بھی ڈبویا۔ دونوں جہان سے کھویا۔ خیر صبح کا بھولا شام کو آیا اور اب خود اپنے کفر کا اقرار کر کے اپنے اذناب کو ہدایت کرتا ہوں کہ حفظ الایمان کی اب ہرگز حمایت نہ کریں۔ وہ کفر ہے اس کی حمایت سے تم بھی کافر ہوئے۔ لہٰذا چلتے وقت یہ چند کلمات بطور وصیت نامہ لکھ دیئے کہ شاید تمہارا کفر دفع ہو۔ مقصود اس مقام پر اسی کا دفع کرنا ہے جو بحمد اللہ میرے اقراروں سے بوجہ احسن حاصل ہو گیا اور اس پر بھی اگر مجھ تھانوی کے اذناب کو حفظ الایمان جیسے کفر نامہ کی حمایت سے زبان اور قلم کو روکنا پسند نہ ہو گا۔ میں تھانوی کہ

کفر سے نکلنے پر آیا ہوں۔ پھر حفظ الایمانی کفر میں اذناب کا مجھے سامنا بند نہ ہوگا تو اس کا انتقام خدا کے سپرد وہی مجدد تھانوی کے اذناب کی دم کاٹے جو مجھ نکلے ہوئے کو پھر گھسیڑے دیتے ہیں۔ میں تھانوی بہت دنوں سے ان اقراروں کا قصد رکھتا تھا۔ مگر میرے اذناب بدزبان بدلگام نہایت ناپاک الفاظ سے حسام الحرمین شریف وعلمائے کرام کو یاد کرتے تھے۔ جن ملعون کلمات کو دیکھتے ہوئے مجدد تھانوی کا کلیجہ دہلتا تھا کہ ایک تو اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی اور اوپر سے چوری اور سرزوری جو پاکیزہ کلام اور ان کا غلام ان کی شان اقدس کی حمایت کرے اس پر یوں گالیاں برسیں۔ اسی لیے اب تک میں نے ایسی لغویات اذناب مخذولین کے جواب کی طرف التفات نہ کیا۔ کیونکہ مجدد تھانوی کے اذناب پکے ہٹ دھرم بے ایمان ہیں۔ مجھے یہ امر تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ میرا ان کا رات دن کا ساتھ ہے۔ اس پر کوئی معتد بہ نفع مرتب نہ ہونے کی وجہ سے ان کو ہدایت نہ کی کہ اس کو محض اضاعت وقت سمجھتا ہوں اب جو آپ در جنگی صاحب مجدد تھانوی کے یار غار میری بے کسی میں میری ڈھال نامددگار بے میری تو کیل کے بہرے وکیل بے اختیار نے اپنی اس ناپاک فحش بے باک روش سے عدول کر کے بھلے مانسوں کے طریقہ کے موافق حسام الحرمین شریف اور میرے سچے ہادی حقیقی مرشد اعلیٰحضرت مجدد المائۃ الحاضرہ کا نام پاک ادب سے لیکر مجھ سے پوچھا میں نے اپنے معلومات ظاہر کر دیئے۔ کہ واقعی حفظ الایمان میں یقینی قطعی کفر ہے اور اس کا مصنف بیشک خارج از اسلام ہے۔ بلکہ جو حفظ الایمان میں صراحۃً واعتقاداً ہے اگر کوئی بلا اعتقاد وبلا تصریح اشارۃً بھی ایسا کہے وہ بھی کافر ہے۔ رہا یہ کہ مجدد تھانوی سے کیسے کہ پھر تم مسلمان کیوں نہیں ہوتے۔ اس کا جواب کافر شیخ کی طرف سے مومن خاں دے گئے ہیں کہ ؎

عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے

غرض یہ کہ ؏

من نکردم شما حذر بکنید

تھانوی صاحب دھرم سے کہنا آپ کی ان سطور کی کیا پاکیزہ شرح ہے جس سے

بہت سے کفر آپ پر سے اٹھ گئے۔ بہت سے تناقض مٹ گئے آپ کی اگلی پچھلی مطابق ہوگئی اس نفیس تاویل کا احسان تو نہ مانیے گا ؎

تمہارے سر پہ جو تاویل کا یہ ٹوپ رکھا ہے
نہ پھینکو اس کو اچھی کہہ کے تم مانو تو اچھا ہو

سوال پنجاہ وہشتم: تھانوی صاحب رسیا کی کلا بازیاں ملاحظہ ہوں:

خصم کے کڑے وار کی گھبراہٹ میں سب کچھ تو ان کہی بول گئی۔ اپنی کھلی تکفیر پہ منہ کھول گئی۔ اب پیٹ میں چوہے دوڑے کہ ہے ہے لوگ کہیں گے ہاری جھک ماری اپنے اگلے دھرم کی گردن اتاری۔ لہٰذا یہ پیش کرتی ہے۔ اس سے یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ اب تک کیوں نہیں لکھا۔ شاید اب رجوع کر لیا ہو۔ تھانوی صاحب آپ نے خود کہا کہ جو کچھ حفظ الایمان میں لکھا تھا اسے صاف کہہ دیا کفر ہے۔ اس کے قائل کو صاف لکھ دیا اسلام سے خارج ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی رجوع مقصود ہے۔ ہاں یہ کہئے کہ وہم ینھون عنہ وینأون عنہ۔ امر دیگر ہے مانیں اور مکریں۔ جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم۔ میں تو دل وزبان مختلف تھے۔ یہاں سانپ کی سی زبانیں ہی دو ہیں ایک سے اقرار ایک سے انکار۔ خلاصہ یہ کہ ایمان لانا کسی طرح منظور نہیں تو اتنی بات کے لیے یہ تکلیف کیوں فرمائی۔ یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ ثم لا یعودون۔ صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما چکے کہ دین سے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر نشانے سے پھر لوٹ کر نہ آئیں گے۔ رجوع نہ کریں گے۔ یہود کو فرمادیا:

لا یتمنونہ ابداً بما قدمت ایدیہم۔

کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے۔ یہودی کو کاٹ ڈالو ہرگز آرزوئے مرگ نہ کرے گا۔ آپ حضرات کو فرمادیا ہے:

ثم لا یعودون۔

پھر رجوع نہ کریں گے۔ وہی دیکھئے سب کچھ کہہ کہلا کر آپ کو رجوع سے انکار ہے۔ العزۃ للہ۔ ارشاد اقدس میں کہیں فرق پڑ سکتا ہے۔ کیوں تھانوی صاحب ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے علوم غیب کیسے سچے ہیں۔ آمنّا بہ والحمد للہ رب العٰلمین۔

سوال پنجاہ ونہم : برسلیا کہتی ہے۔ سو وجہ نہ لکھنے کی یہی تھی کہ کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا۔ تھانوی صاحب بھلے مانس تو کاشی پور میں بستے ہیں یا تھانہ بھون میں۔ ود بھنگی بھی بھلے مانس نہیں کہ انہوں نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا نہ کہ خود بھلے مانس ہوں۔ خیر یہ تو آپ جانیں اور وہ آپ کی خانگی باتوں میں ہمیں کیا دخل۔ مگر خدا کو ایک جان کر یہ تو فرمایئے کہ آٹھ سال ہونے آئے۔ ۱۱ جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ کو جو معززین شہر بیس سوال آپ کی خدمت میں لے کر گئے اور آپ نے ایک نہ ہزار نہ معاف کیجئے میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں جو شخص تم سے دریافت کرے اسے ہدایت کرو طبیب کا کام نسخہ لکھ دینا ہے یہ نہیں کہ مریض کی گردن پر چھری رکھ دے کہ تو پی لے۔ تم اپنی امت میں سب کو داخل کر لو میں جو کچھ کہہ چکا وہی کہوں گا۔ مجھے معقول بھی کر دیجئے تو وہ کہے جاؤں گا مجھے معاف کیجئے آپ جیتے اور میں ہارا۔ یہ سخت اضطراب کے کلمات کہہ کر پیچھا چھڑایا۔ دوبارہ رجسٹری کر کے آپ کو بھیجے آپ نے منکر ہو کر واپس دیئے۔ سہ بارہ رسالہ ظفر الدین الجید میں چھاپ کر حاضر کیئے۔ آٹھ برس سے لاجواب ہیں۔ خدا کو ایک مان کر دھرم دھرم سے بتایئے کہ ان میں کونسا لفظ کڑا یا۔ آپ کی ساختہ تہذیب کے خلاف تھا۔ آپ نہ بتائیں تو بطش غیب ۱۳۲۳ھ طبع ہو کر آٹھ سال سے شائع ہے اور مکرر طبع ہوا۔ مسلمان اس میں سوالات مذکورہ کی نقل ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں کونسا حرف کونسا نقطہ تھانوی صاحب کی شان میں بٹا لگاتا تھا جیسے فرماتے ہیں کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہ تھا۔ تھانوی صاحب ایسے عالم آشکار واقعہ میں اتنا سفید جھوٹ کیا یہ آپ کو اچھا لگتا ہے۔ یا آپ کی گھریلو شریعت میں روا ہے۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ جی بھر کر کفر بکا تھا۔ منہ بھر کر اللہ و رسول کو بے نقط سنائی تھیں۔ اب جو مسلمانوں نے آڑے ہاتھوں لیا چھکے چھوٹ گئے۔ پسینے ٹوٹ گئے، تیور پھٹ گئے، دم الٹ گئے۔ معاف کیجئے معاف کیجئے آپ جیتے میں ہارا۔ ع

لب نازک سے صدا آنے لگی بس بس کی

۲۔ ہم آپ کی مان لیں یونہی سہی کہ دنیا کے پردہ پر نہ وہ سوالات پیدا ہوئے۔ نہ معززین نے آپ کے ہاتھ میں دیئے نہ پھر رجسٹری ہو کر گئے نہ پھر طبع ہو کر شائع ہوئے۔ یا یوں سہی کہ وہ بھی آپ کے یہاں کے اصطلاحی بھلے مانسوں کی طرح نہ تھے کہ ان میں آپ کی ود بھنگی وڈو ورتیوں کی طرح ٹھٹھیوں، منہاریوں کے مذہب بول تھی نہ آپ کی اجودھیا باشی شہاب ثاقب کی طرح رنڈیوں بھٹیاریوں کے پھکڑ تھے۔ نہ آپ کی لال کیتیا سیف النقی کی طرح غلیظ فحش ابلیسی فحش قانونی فحش تھے یہ سب اور اس سے بڑھ کر اور جو چاہو ٹھہرا لو۔ ذرا کسی غیرت دار با حیا سے پوچھئے کہ ایک ملا کہلانے والے کی جاند پر دس سال کا ل ڈیل ٹکے والا ہر وقت رہے۔ شرق سے غرب تک عجم سے عرب تک اس کے کفر کفر کا چرچا پھیلے اور وہ چپکا دم سادھے پڑا رہے کہ کفر کا الزام عظیم قائم ہے۔ ہو نہ دو بھلے مانسوں کی طرح کوئی پوچھے تو اپنے اوپر سے کفر اٹھائیں مسلمانوں کو ایک اچھوتی اسلام دوزی پر الزام کفر کے گناہ عظیم سے بچائیں نہ اپنے ایمان کا غم نہ اپنی جاند کی فکر نہ مسلمانوں کو اس عظیم کیچڑ میں پڑنے سے روکنے کی ضرورت یہ سب اوڑھے پڑے ہیں۔ اس لئے کہ کسی نے بھلے مانسوں کی طرح نہ پوچھا۔ اف رے تیری سمائی۔ اس سے لاکھ درجے ہلکا الزام کسی دنیوی یا خانگی بات پر گرتا تو جھینپ پڑتا۔ پکڑی تک پہنچتا۔ یہاں کچھ جان ہوتی تو یہی سکوت برتا جاتا۔ ع

نطق کا حوصلہ معلوم ہے بس جانے دو

۳۔ یہ بھی جانے دو بھل منسی کی پوچھنے والے تو تمہارے گھر بیٹھے پالتو تھے۔ جیسے اب دس برس کی کھیٹی میں یہ سوا دو ورق نکالنے کو ود بھنگی سے پچھوائی۔ دس برس پہلے پچھوا لیتے تو کیا گناہ تھا۔ معلوم ہوا کہ سب جھوٹی سلطون بنا ڈھیں ہیں۔ دس برس تک تمام طائفہ بھر کی سمجھ میں کچھ آیا ہی نہیں۔ ناچار اوپر کا سانس اوپر نیچے کا نیچے۔ اب دس برس بعد کچھ سوجھی تو اپنے اصطلاحی بھلے مانس سے پچھوا کر سوا دو ورق چھپی جو یوں لگے پر اٹھی پھبری ہو گئی۔ وللہ الحمد۔ کیوں تھانوی صاحب دھرم سے کہنا یہ کتنا ٹھیک ہے۔

سوال ششصتم: تھانوی صاحب رسلیا کی جیک پھیریاں تو گو ہر کو بھی مات کر گئیں اب مسلمانوں کے چھلنے کو یہ کاوا کاٹتی ہے کہ میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیۃ ہونے کے باب میں یہ ہے ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تھانوی صاحب وہ خنفق الایمان والے پاگل اور چوپائے کہاں گنوائے جن سب کو معاذ اللہ علم غیب میں (دشمنان) بندگان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر کر دیا تھا۔ لبسط البنان نے اپنے جواب آخر میں علوم عظیمہ مختصہ کا فرق بھی قطع نظر کی گردش چشم میں اڑا دیا تھا۔

۲ وہ آپ کے بزرگ گنگوہی صاحب والاشیطان کیا۔ انہیں کے ساتھ دفن کر دیا جسے فرمایا تھا شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ خیر اس کا تو یہ جواب دے بھی سکتے ہو کہ گنگوہی صاحب نے اسی عبارت میں ابلیس کو خدا کا شریک مانا ہے اور خدا کا شریک نہ ہوگا۔ مگر خدا اور ہم نے حضور کو بعد از خدا بزرگ کہا ہے تو خود اسے گنگا اور ابلیس کا بڑھ جانا موجب اعتراض نہیں۔ بلکہ ضرور ہے مگر آپ پاگل چوپائے بچے سب کو برابر کر چکے۔ اس کا جواب کیا ہوگا۔ کیا یہ سب بھی آپ کے یہاں خدا ہیں، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الحمد للہ مسماۃ لبسط البنان کی سب نزاکتوں کی کامل نازبرداری ہوگئی۔ بفضلہ تعالیٰ اول تا آخر کوئی حرف نہ بچا سوا ان چند سطروں کے جن میں مسئلہ علم غیب پر کچھ ریز کی ہے۔ کہ اس پر مستقل رسالہ بعونہ تعالیٰ ہدیۂ ناظرین ہوگا۔ وبا للہ التوفیق۔

تنبیہ: یہ بظاہر ساٹھ اور معنی ایک سو بتیس [۱۳۲] سوال اور حقیقۃً سراشرف جناب تھانوی صاحب پر قہر الٰہی کے ایک سو بتیس [۱۳۲] جبال ہیں کہ اخیر کے بیس سوالوں میں اکثر متعدد نمبروں پر مشتمل زائد نمبروں کی فہرست یہ ہے۔

سوال	زیادت	سوال	زیادت	سوال	زیادت
۴۱	۴	۴۲	۶	۴۳	۲

سوال	زیادت	سوال	زیادت	سوال	زیادت
۴۴	۳	۴۵	۱	۴۶	۱۵
۴۸	۳	۴۹	۴	۵۰	۲
۵۱	۲	۵۴	۹	۵۶	۵
۵۷	۱۲	۵۹	۲	۶۰	۱

کل تعداد زیادت سوالات : ۷۲۔

تو یہ بیس حقیقۃً بانوے [۹۲] ہیں اور اگلے چالیس مل کر ایک سو بتیس پہلے سوالات میں بھی بعض جگہ متعدد نمبر ہیں۔ مگر یہ خاص اہتمام مسماۃ کی دسویں کیاری نے کرایا کہ اسی پر اس کے گواری جواری خواری کو بڑا ناز تھا۔ پہلا عشرہ تحذیر الناس کا ستیاناس تھا اس پر مستقل عشر کتاب مستطاب اشد الباس علی عابد الخناس پھر کتاب لاجواب القثم القاصم للداسم القاسم میں ہے: یہاں استطراداً اسے مختصر سا ذکر کر دیا کہ مدرسہ دیوبند کی آئی تحریر جو اس رسالہ مبارکہ وقعات السنان الی حلق المسماۃ لبسط البنان کی محرک ہوئی۔ اس میں تحذیر الناس کو بھی ذکر کیا تھا یا یوں سمجھئے کہ وہ عشرہ شروع مقصود کی بسم اللہ سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کی جگہ ہے۔ نہیں نہیں بلکہ لبسط البنان مخزن انجاس گوناگوں ہے۔ اس میں دخول سے پہلے اعوذ باللہ من الخبث والخبائث کہنا مسنون ہے۔ بہر حال خاص لبسط البنان پر دو اوپر تین اربعین یعنی ایک سو بائیس [۱۲۲] شدید وتین:

والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین ومحمد والہ وصحبہ اجمعین۔ امین والحمد للہ رب العلمین۔

جناب وسیع الالقاب ختم جانے دیں۔ اگر کوئی لفظ ہمارا آپ کو برا لگا ہو معاف کریں یہ خوب سمجھ رکھیے کہ اب آپ کی خاموشی کا پردہ چاک ہو گیا۔ پہلے تو جاہلوں کے نزدیک آپ کی چپ کا بھرم بنا تھا کہ خدا جانے بولیں تو کیا بولیں۔ ممکن کہ جواب دے کر حفظ الایمان کی قسمت کھولیں اب جو سوا دو ورق بسط البنان لکھ کر بول دیئے۔ اپنے دفترنگ کے سب پردے کھول دیئے۔ معلوم ہو گیا کہ آپ کے پاس کچھ جواب نہیں۔ سوا اس کے کہ اپنے کفر پر اور رجسٹری کر دی اپنے خارج از اسلام ہونے کی قبولیت لکھ دی۔ بلکہ ایک کفر پر چڑھا اور بڑھا کر اپنے کفر کے یکہ میں اپنا چھکڑا جتوا کر اپنے پچھاڑی کی گلی اور تنگ کر لی۔ اب آپ کی خاموشی کو کوئی جاہل بھی تغافل کی گدی نہ مانے گا۔ بلکہ صراحۃً آپ کے عجز کے منہ میں بھاری پتھر کی ڈاٹ جانے گا۔ کہئے یہ بہتر اِحق کا قبول جو خلق کو پسند خالق کو مقبول۔ لہٰذا اس ایمانی معاہدہ کی طرف آپ کو دعوت ہے۔ جس کی ابتدا ہم خود کریں۔ ہم سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اگر آپ نے ان سب سوالات کا جدا جدا معقول جواب لکھ دیا۔ جس میں نہ اڑان گھائی ہو نہ منبر کترانا نہ مکابرہ ڈھٹائی ہو نہ دھوکے دے کر عوام کو چندرانا تو ہم صاف اعلان کر دیں گے کہ حفظ الایمان پر تکفیر غلط تھی اور اگر آپ ایمانا سمجھ لیں کہ الزام لاجواب ہے تو خدا کو مان کر انصافاً قبول دیں کہ واقعی حفظ الایمان میں آپ نے کفر لکھا اور اب مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اس میں آپ کی کچھ بھد نہ ہو گی۔ بلکہ ہر عاقل کے نزدیک وقعت آپ کی بڑھ جائے گی۔

اور یہ بارہا معروض ہو چکا کہ علمائے کرام حرمین شریفین نے آپ پر حکم کفر فرمایا ہے کفر و اسلام میں وکالت نہیں۔ آخر بولیں کہ ان سوالات کے حکم سے آپ کافر ثابت ہوئے یا نہیں۔ ہوئے تو قبول دو اعلان کے ساتھ توبہ چھاپو۔ نہیں ہوئے تو جواب دو ڈر کا ہے۔ کا ہے بے حجاب دو اور اگر حسب عادت قدیمہ سکوت ہی کی ٹھہرائی۔ اگرچہ خواری

خواری سنے چیخ پکار مچائی اور بیشک آپ کے چیلے یہی کر رہے ہیں جس کی گلی یعنی اپنی ابدی ہر کی عزیمت آپ نے پہلے ہی جتا دی ہے کہ اس پر بھی قلم رو کنا نہ ہو گا تو اس کا انتقام خدا کے سپرد کر کے کو نکا با خدا وا ریم کار دبا خلائق کار نیست جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ دس برس کی ضربوں پر طائفہ بھر کے سہارا دیئے سے یہ سوا دو ورق اُدھیلی اس پر ضربیں پڑیں تو میں بیک بینی دو گوش در خواب خرگوش مدہوش و خاموش شہر خموشاں گونگو ہی صاحب کی پائنتی چل بسوں گا۔

خط بعد از مرمن کن فیکون شد شدہ باشد

غرض سکوت مبہوت کا عزم بالجزم خود ظاہر کر چکے ہو، تو حضرت اس کے لیے ایک میعاد۔ رسالہ رجسٹری بھیجتے ہیں۔ دو دن وصول کے رکھیں اور جواب کے لیے آپ کا اکتالیس روز کا چلہ، دو دن ادھر وصول جواب کے اگر روز ترسال سے ۴۵ دن کے اندر آپ نے جواب نہ بھیجا تو اپنا ڈبل کفر بسط البنان میں صاف صاف قبول ہی چکے ہو۔ صرف اپنا نام باقی تھا۔ اب یہ باقی بھی واصل میں داخل ہو گا اور یہ ٹھہرے گا کہ آپ نے یوں لکھ دیا کہ بیشک اشرف علی ولد فلاں تھانوی کافر مرتد ہے۔

فرمائیے اس سے زیادہ اور میں کیا کر سکتا ہوں اللہ ہی آپ کی چپ توڑے۔ اور قبول اسلام کی توفیق بخشے۔ آمین: والحمد للہ رب العلمین وافضل الصلوۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین آمین۔

کہ اللہ کے لیے ایک عظیم دینی نزاع کا یہ نہایت سہل و آسان مختصر فیصلہ بچشم انصاف کی نگاہ سے اول تا آخر ملاحظہ فرمائیں، البعض نئی تہذیب کے خیالات جن کے نزدیک اللہ و رسول کی جناب میں کوئی کیسی ہی ناپاک بک جائے۔ بے تہذیب نہیں۔ مگر جو مسلمان اسے

نے جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آپ کی جگہ تم کہے وہ پکارنا مذہب ہے ان سے گزارش کہ اگر کسی مذہب نا مذہب ہی میں ایک عظیم نزاع امر دین میں ہو اور ایک نظر دیکھنے میں اس کا سہل فیصلہ ہوتا ہو تو اسے دیکھنا کونسی عقل یا ایمان کے خلاف ہے۔ نامذہب ہی سمجھ کر اصل مضامین پر تو نظر فرمائیے۔ اگر جناب تھانوی صاحب کی اس بسط البنان میں خود انہیں کے اقراروں انھیں کی سندوں سے ہر جگہ حسام الحرمین کا دعویٰ ثابت نہ ہوا ہو تو شکایت کیجئے ورنہ اقراروں کے بعد پھر انکار کیوں ہے ذرا خدا کو مان کر دیکھئے تو کہ جناب تھانوی صاحب اسی بسط البنان میں خود اپنے اوپر کس زور کا نتوی لگا رہے ہیں کہ اتنا تو حسام الحرمین نے بھی نہ فرمایا تھا وللہ الحمد۔ تھانوی صاحب کو ۴۵ دن کی مہلت کا اعلام بھی لکھ دیا ہے اور وہ ہمت فرما کر ان تمام سوالوں کے معقول جواب دے دیں تو اسی پر مناظرہ حفظ الایمان کا خاتمہ رکھ دیا ہے۔ پھر فیصلہ کر لینے میں دیر کیا ہے۔
حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔